قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
# الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 21 مئی 2022ء | 20 شوال 1443 ہجری قمری | 21 ہجرت 1401 ہجری شمسی | جلد:4 | شمارہ:121

## ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡهَا کَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۱۳۰﴾

(النساء:130)

ترجمہ: اور تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے (یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف) کلیۃً نہ جُھک جاؤ کہ اس (دوسری) کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اور اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

## فرمانِ خلیفہ وقت

پس بیوی کے حقوق کی ادائیگی اتنی بڑی ذمہ داری ہے کہ انہیں ادا نہ کرکے انسان ابتلاء میں پڑ جاتا ہے یا پڑ سکتا ہے اور خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا مورد بن جاتا ہے۔ مَیں نے آنحضرت ﷺ کی ایک دعا کا ذکر کیا تھا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا عرض کرتے تھے کہ میں ظاہری طور پر تو ہر ایک کے حق ادا کرنے کی کوشش کرتا ہوں لیکن کسی بیوی کی کسی خوبی کی وجہ سے بعض باتوں کا اظہار ہو جائے جو میرے اختیار میں نہیں تو ایسی صورت میں مجھے معاف فرما۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور خدا تعالیٰ جس نے انسان کو پیدا کیا اور پھر ایک سے زیادہ شادیوں کی اجازت بھی دی، جو بندے کے دل کا حال بھی جانتا ہے جس کی پاتال تک سے وہ واقف ہے، غیب کا علم رکھتا ہے۔ اس نے اس بارہ میں قرآن کریم میں واضح فرما دیا ہے کہ ایسی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کہ بعض حالات کی وجہ سے تم کسی طرف زیادہ جھکاؤ کر جاؤ۔ تو ایسی صورت میں یہ بہرحال ضروری ہے کہ جو اس کے ظاہری حقوق ہیں، وہ مکمل طور پر ادا کرو۔ جیسا کہ سورۃ نساء میں فرماتا ہے کہ وَلَنۡ تَسۡتَطِیۡعُوۡۤا اَنۡ تَعۡدِلُوۡا بَیۡنَ النِّسَآءِ وَلَوۡ حَرَصۡتُمۡ فَلَا تَمِیۡلُوۡا کُلَّ الۡمَیۡلِ فَتَذَرُوۡهَا کَالۡمُعَلَّقَةِ ؕ وَاِنۡ تُصۡلِحُوۡا وَتَتَّقُوۡا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا (النساء:130) اور اب تم یہ توفیق نہیں پا سکو گے کہ عورتوں کے درمیان کامل عدل کا معاملہ کرو خواہ تم کتنا ہی چاہو۔ اس لئے یہ تو کرو کہ کسی ایک کی طرف کلیۃً نہ جھک جاؤ کہ اس دوسری کو گویا لٹکتا ہوا چھوڑ دو۔ اگر تم اصلاح کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یقیناً اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 8 مئی 2009ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## اس شمارہ میں

- غزل (منظوم)
- Help Us, Help You
- فضل و رحم اور اس کا حصول (حصہ دوم)
- توہین مذہب
- حقیقی توبہ کی شرائط اور اُس کے گہرے معانی
- مسرور فٹ بال ٹورنامنٹ پہلا ایڈیشن
- بیت النور۔ ہالینڈ میں تقریب افطار
- سیکنڈری اسکول کے طلبہ کا مسجد محمود زیورخ کا دورہ

## فرمانِ رسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ فَمَالَ إِلَى إِحْدَاهُمَا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَشِقُّهُ مَائِلٌ

(سنن ابی داؤد، کتاب النکاح باب فی القسم بین النساء)

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جس کی دو بیویاں ہوں پھر وہ ان دونوں میں سے کسی ایک کی طرف زیادہ میلان رکھتا ہو تو وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے جسم کا ایک حصہ ایک طرف جھکا ہوا ہوگا۔

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

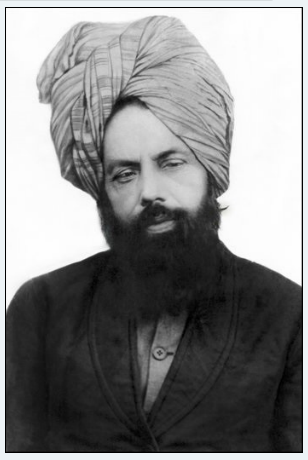

### اسلام میں تعدد ازدواج کی تعلیم

’’پہلی بیوی کی رعایت اور دلداری یہاں تک کرنی چاہیئے کہ اگر کوئی ضرورت مرد کو ازدواج ثانی کی محسوس ہو لیکن وہ دیکھتا ہے کہ دوسری بیوی کے کرنے سے اس کی پہلی بیوی کو سخت صدمہ ہوتا ہے اور حد درجہ کی اُس کی دلشکنی ہوتی ہے تو اگر وہ صبر کر سکے اور کسی معصیت میں مبتلا نہ ہوتا ہو اور نہ کسی شرعی ضرورت کا اُس سے خون ہوتا ہو تو ایسی صورت میں اگر اُن اپنی ضرورتوں کی قربانی سابقہ بیوی کی دلداری کے لئے کر دے اور ایک ہی بیوی پر اکتفا کرے۔ تو کوئی حرج نہیں ہے اور اُسے مناسب ہے کہ دوسری شادی نہ کرے۔۔۔

ہمیں جو کچھ خدا تعالیٰ سے معلوم ہوا ہے وہ بلا کسی رعایت کے بیان کرتے ہیں۔ قرآن شریف کا منشا زیادہ بیویوں کی اجازت سے یہ ہے کہ تم کو اپنے نفوس کو تقویٰ پر قائم رکھنے اور دوسرے اغراض مثلاً اولاد صالحہ کے حاصل کرنے اور خویش و اقارب کی نگہداشت اور اُن کے حقوق کی بجا آوری سے ثواب حاصل ہو۔ اور اپنی اغراض کے لحاظ سے اختیار دیا گیا ہے کہ ایک دو تین چار عورتوں تک نکاح کرلو لیکن اگر ان میں عدل نہ کر سکو تو پھر یہ فسق ہوگا۔ اور بجائے ثواب کے عذاب حاصل کرو گے کہ ایک گناہ سے نفرت کی وجہ سے دوسرے گناہوں پر آمادہ ہوئے۔ دل دُکھانا بڑا گناہ ہے اور لڑکیوں کے تعلقات بڑے نازک ہوتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد ہفتم صفحہ 64-65 ایڈیشن 1984ء)

اسی طرح ایک اور موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

’’یتیم لڑکیاں جن کی تم پرورش کرو ان سے نکاح کرنا مضائقہ نہیں لیکن اگر تم دیکھو کہ چونکہ وہ لاوارث ہیں شاید تمہارا نفس ان پر زیادتی کرے تو ماں باپ اور اقارب والی عورتیں کرو جو تمہاری مؤدب رہیں اور ان کا تمہیں خوف رہے۔ ایک دو تین چار تک کر سکتے ہو بشرطیکہ اعتدال کرو اور اگر اعتدال نہ ہو تو پھر ایک ہی پر کفایت کرو گو ضرورت پیش آوے۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 337)

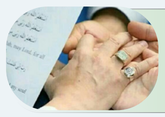

## دربارِ خلافت

## خلیفہ وقت کی باتوں پر لبیک کہنا یہ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے اور یہی چیز جماعت کی اکائی کو بھی قائم رکھ سکتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

یہ بھی واضح کر دوں کہ عہدیداران کا آپس کا رویہ اور سلوک بھی ایک دوسرے کے ساتھ بہت اچھا ہونا چاہئے، معیاری ہونا چاہئے۔ یہ بھی بہت ضروری ہے اور یہ کاموں میں برکت ڈالنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔ اگر پھوٹ پڑی رہے، ایک دوسرے سے اختلافات بڑھتے چلے جائیں، عزتوں اور اَناؤں کا سوال پیدا ہوتا چلا جائے، صبر اور حوصلہ کم ہوتا جائے تو پھر نتیجے بہت منفی قسم کے نکلتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک آیت کی تفسیر میں ایک واقعہ بیان کیا کہ ایک رئیس تھا، اُس کے پاس کسی شخص نے شکایت کی کہ آپ کا جو فلاں عزیز ہے یا امیرزادہ ہے اُس نے مجھے بڑی گالیاں دی ہیں۔ اُس رئیس نے اُس کو (دوسرے شخص کو، امیرزادے کو) بلایا اور اُس کو بے انتہا گالیاں دیں اور وہ خاموشی سے سنتا رہا۔ اُس کے بعد رئیس نے اُسے کہا کہ تم نے اس شخص کو کیوں گالیاں دیں؟ تو وہ امیرزادہ کہنے لگا کہ اس شخص نے پہلے مجھے برا بھلا کہا تھا اور مجھ سے صبر نہیں ہو سکا اس لئے میں نے اس کو گالیاں دیں۔ تو اُس رئیس نے اُسے کہا کہ مَیں نے تمہیں گالیاں دیں اور تم خاموشی سے سنتے رہے۔ اس کا مطلب ہے یہ بات نہیں کہ تم میں صبر نہیں تھا۔ تم میں صبر تھا تو تم میری باتیں سنتے رہے۔ صرف اس لئے تم نے اس کو گالیاں دیں اور ضرورت سے زیادہ برا بھلا کہہ دیا کہ وہ تمہارے سے کم تر تھا یا تم اُس کو کمتر سمجھتے تھے اور اگر تم صبر دکھاتے، جو دکھا سکتے تھے اور یہی تم نے میرے سامنے دکھایا جب مَیں نے تمہارے صبر کا ٹیسٹ لیا۔

(ماخوذ از حقائق الفرقان جلد اول صفحہ 454 سورۃ آل عمران زیر آیت نمبر 18)

پس صبر دکھانے کے یہ ہمارے معیار ہیں کہ جس طرح ہم اونچے کے سامنے صبر کرتے ہیں، اپنی حیثیت سے بڑے کے سامنے یا طاقتور کے سامنے ہم صبر کرتے ہیں، کمزور یا اپنے برابر والے سے بھی اتنا ہی صبر دکھائیں تو تبھی ہم ہر قسم کے فتنے اور فساد ختم کر سکتے ہیں۔ دنیا کو ہم نصیحت کرتے ہیں، اسلام کی خوبصورت تعلیم بتاتے ہیں، لیکن وقت آنے پر ہم میں سے وہ اکثریت ہے جو صبر کا دامن چھوڑ دیتی ہے۔ اگر ہم یہ معیار حاصل کر لیں تو ہماری تبلیغ کے میدان بھی مزید کھلتے چلے جائیں گے۔

عام افرادِ جماعت یہ نہ سمجھیں کہ یہ ساری واقفینِ زندگی اور عہدیداران کی ذمہ داریاں ہیں، آپس میں محبت و پیار کو بڑھانا، صلح اور صفائی کو قائم رکھنا، اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رکھنا، اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتوں کو سننا اور اُن پر عمل کرنا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کے مطابق اپنے تقویٰ کے معیار بڑھانا، خلیفہ وقت کی باتوں پر لبیک کہنا یہ ہر احمدی کی ذمہ داری ہے اور یہی چیز جماعت کی اکائی کو بھی قائم رکھ سکتی ہے۔ عہدیداران کی عزت و احترام کرنا اور جماعتی معاملات میں اُن کی اطاعت کرنا یہ ہر فرد جماعت پر فرض ہے۔ آپس کے تعلقات میں گھروں میں بھی اور باہر بھی اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کرنا، ہر احمدی کی ذمہ داری ہے۔ تبھی آگ کے گڑھے میں گرنے سے بچائے جائیں گے اور پھر صرف خدا تعالیٰ نے یہی نہیں کہا کہ تبلیغ صرف مبلغین کا کام ہے یا چند اُن لوگوں کا کام ہے جو اپنے آپ کو دعوت الی اللہ کے لئے پیش کر دیتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک گروہ کا ذکر کیا ہے لیکن دعوت الی اللہ کے بارے میں عام حکم ہے۔ اگر ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر حکم کی پیروی کرنی اور اسوہ پر چلنے کا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے تو تبلیغ کے کام میں بھی پیروی کرنی ہوگی۔

میں نے جو تیسری آیت سورۃ نحل کی پڑھی، اُس میں اللہ تعالیٰ نے یہی فرمایا ہے اور یہ ذمہ داری ہم پر ڈالی ہے۔ یہ ہر ایک کی ذمہ داری ہے، ہر مربی کی، ہر عہدیدار کی، ہر فردِ جماعت کی، مرد کی اور عورت کی کہ خدا کے راستے کی طرف بلائیں اور پھر بلانے کا طریق بھی بتا دیا۔ فرمایا کہ حکمت سے خدا تعالیٰ کی طرف بلاؤ۔

(خطبہ جمعہ 5؍ اپریل 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

## غزل

جانے کیا بات ہے وابستہ رُخِ یار کے ساتھ
شوقِ نظّارہ بڑھے اور بھی دیدار کے ساتھ

غیر تو غیر ہیں، غیروں سے شکایت کیسی
گھر مرا لُوٹا ہے اپنوں نے بھی اغیار کے ساتھ

دلربا دلنشیں دلبر بھی کہے جاتے ہو جس کو
مکر و عیّاری بھی کی ہے اُسی دلدار کے ساتھ

اگلے وقتوں میں تھے انمول وفا کے گوہر
اب تو بکتے ہیں سر رہ زر و دینار کے ساتھ

آج بھی حق کے علمداروں کو حاصل ہے وہی
نصرتِ حق، تھی جو کل حیدرِ کرّار کے ساتھ

بادۂ اصل دکانوں سے منگانے والو!
ایسی صہبا کا تعلق نہیں بازار کے ساتھ

زہر کا جام پیا ہم نے، ہمی اہلِ صلیب
فخر نسبت ہے ہمیں اِس رسن و دار کے ساتھ

مت کرو عزمِ جفا، ہم ہیں وہ سودائی عشق
پھوڑ خود لیتے ہیں سر تیشہ و دیوار کے ساتھ

کوئی سولی پہ چڑھا اور کوئی خاک ہوا
ہوتی آئی ہے یہ ہر پیکرِ پندار کے ساتھ

م م محمود

## اداریہ

# Help Us, Help You

خاکسار کے حقوق و فرائض پر متعدد آرٹیکلز الفضل آن لائن کی زینت بن چکے ہیں جن میں خاکسار نے اس امر کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ ہمارے ایشیائی معاشرہ میں جب حقوق و فرائض کی بات چلتی ہے یا ان کی ادائیگی کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو پہلے یہ سوال ذہن میں غالب آتا ہے کہ ہمارے اپنے حقوق کیا ہیں؟ کیا وہ حقوق ہمیں مل رہے ہیں؟ اپنے فرائض کی طرف خیال کم ہی جاتا ہے۔ ہم ہر دوسرے دن سڑکوں پر مختلف سیاسی و مذہبی جماعتوں کو احتجاج کرتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ وہ بھی اپنے فرائض کو پس پشت ڈال کر اپنے حقوق کا ہی مطالبہ کرتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ خاکسار اپنے گزشتہ آرٹیکلز میں یہ امر بارہا باور کراتا آیا ہے کہ دنیا کی بیشتر زبانوں میں جب حقوق و فرائض کا ذکر ملتا ہے تو حقوق کا ذکر پہلے آتا ہے۔جس کے معانی یہ ہیں کہ پہلے دوسرے کے حقوق ادا کریں۔ اگر آپ معاشرہ میں بسنے والی مخلوق کے حقوق ادا کریں گے تو آپ کے حقوق خود بخود ادا ہوں گے۔

یہاں مغربی دنیا میں ہم روز دیکھتے ہیں کہ اپنے ساتھی کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ دی جاتی ہے۔ بازاروں میں چلتے یا سڑکوں پر ٹریفک کے دوران حقوق کی ادائیگی کی طرف زیادہ توجہ مرکوز رہتی ہے۔ جب معاشرہ میں بسنے والا ہر فرد ایک دوسرے کے حقوق ادا کر رہا ہے تو پھر دوسرے کا حق ادا کرنے والے کو حقوق بھی مل رہے ہوں گے۔ انگلش میں ایک محاورہ بھی ان معنوں میں اطلاق پاتا ہے۔ کہتے ہیں Give and take کہ پہلے دوسروں کو دینے کی عادت اپناؤ یعنی ان کے حقوق ادا کرو۔ آپ کے حقوق خود بخود مل جائیں گے۔

اسلام میں ہمیں ’’السلام علیکم‘‘ کہنے میں پہل کرنے کی تلقین ملتی ہے۔ جب آپ کسی پر سلامتی بھیجیں گے تو جواباً سلامتی مل جائے گی۔ کچھ عرصہ قبل میں مارننگ واک پر تھا اور میں سڑک کو عبور کرنے کے لئے سڑک کے کنارے پہنچ چکا تھا کہ ایک سائیکلسٹ کو میں نے بہت تیزی سے اپنی طرف بڑھتے دیکھا تو میں سڑک کو عبور کرنے سے رک گیا۔ میں اس وقت حیران رہ گیا جب اس نے برق رفتاری سے بڑھتے ہوئے اپنے سائیکل کو بریک لگا مجھے سڑک عبور کرنے کی دعوت دی۔ میں نے سائیکلسٹ کو آگے بڑھنے کا اشارہ دیا جس کو اس نے قبول کرنے سے انکار کرتے ہوئے مجھے پھر سڑک کراس کرنے کو کہا۔جس پر خاکسار نے ہاتھ اٹھا کر اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے دعائیں بھی دیں جو حقوق و فرائض یا give and take کی ایک عملی تصویر تھی۔ جبکہ ہمارے معاشرہ میں سب کچھ اس کے برعکس ہے۔

گزشتہ دنوں مجھے اپنے GP سے ملنے کے لئے جانا ہوا تو وہاں ٹی وی سکرین پر جو ہدایات دیکھنے کو ملیں ان میں سے ایمرجنسی کو کال کرنے کے لیے ٹرپل ون (111) کی ہدایات بھی سکرین پر بار بار نمودار ہو رہی تھیں۔ اور ایک کونے میں ٹرپل ون کے سلوگن یا ماٹو پر درج تھا۔

Help Us,Help You

اس سلوگن / ماٹو پر بھی غور کریں تو اس کا تعلق حقوق و فرائض سے ہے۔ ٹرپل ون ایمرجنسی والے عوام کو سمجھانا چاہتے ہیں کہ یہ درست ہے اور حقیقت ہے کہ آپ کی خدمت ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ آپ کے حقوق کی حفاظت ہماری ذمہ داری ہے۔ لیکن آپ کا بھی فرض ہے کہ ہمارے ادارہ کے ساتھ تعاون کریں۔ کیونکہ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ایمرجنسی کے جتنے بھی ادارے دنیا میں پائے جاتے ہیں اور وہ عوام الناس کی خدمت پر مامور ہیں۔ ان کی ذمہ داری ہے کہ وہ ہماری خدمت کریں۔ ذرہ بھر کی کوتاہی ناقابلِ برداشت ہے۔ اس لیے یوکے میں ایمرجنسی ٹرپل ون اپنے ماٹو میں اس حصہ کو شامل کر کے عوام الناس کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہی ہے کہ آپ بھی ہمارے ادارہ کے ساتھ تعاون کریں، ہماری مدد کریں۔ ہم تو ہمہ تن آپ کی خدمت پر مامور ہیں۔ آپ کی خدمت آپکے ساتھ تعاون ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

اس اصول کو روحانی و مذہبی جماعتوں میں بھی کارفرما رکھنا چاہیے۔جس طرح ہم اپنے گھروں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے اور ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہتے، بڑوں کی عزت کرتے ہیں، ان کا حکم مانتے ہیں۔ اس طرح جماعت بھی روحانی خاندان کی طرح ہے۔جس کے اندر روحانی سربراہ بھی ہے۔ اور پھر ان کی نمائندگی میں جماعتی سطح پر بھی اور ذیلی تنظیموں کی سطح پر بھی عہدیداران کا نظام ہے۔جن میں ایک دوسرے کے ساتھ تعلق کو مضبوط سے مضبوط تر بنا کر ممد و معاون بنے رہنے کی ضرورت ہے۔ ہم میں سے اگر ایک کسی کا حق ہے اور وہ دوسرے کے فرائض میں شامل ہے اور اگر کسی کا کوئی فرض ہے تو دوسرے کا حق ہے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کو حقوق و فرائض کے مضمون میں سمجھنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم میں سے ہر ایک کو اس عمیق مضمون کو سمجھ کر معاشرہ اور جماعت میں اپنے حقوق و فرائض کی ادائیگی کی توفیق دے آمین۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ’’فرائض پہلے اور حقوق بعد میں‘‘ کے مضمون کو امسال جمعۃ الوداع کے خطبہ جمعہ فرمودہ 29/ اپریل 2022ء میں یوں بیان فرمایا ہے۔

’’اگر ہم ایک رمضان کو دوسرے رمضان کے ساتھ نیکیاں کرتے ہوئے اور اپنے فرائض کی ادائیگی کرتے ہوئے، اپنے حق ادا کرتے ہوئے جو عبادتوں کے بھی حق ہیں اور لوگوں کے بھی حق ہیں سال کے باقی مہینے نہیں گزارتے تو ہم نے رمضان سے بھرپور فائدہ نہیں اُٹھایا۔‘‘

پھر عید الفطر 2/ مئی 2022ء کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

’’اللہ تعالیٰ نے ہمیں ان حقوق کی ادائیگی کی قرآن کریم میں بہت جگہ توجہ دلائی ہے۔ اگر ہم آج عید کے دن عید کرتے ہوئے ان حقوق و فرائض کی ادائیگی پر توجہ دیں کہ آئندہ ہم نے ان کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانا ہے جن کا میں عمومی طور پر گزشتہ جمعوں کے خطبات میں بھی ذکر کرتا رہا ہوں تو ہم نے اپنے رمضان کے حصہ کو پالیا اور عید منانے کے مقصد کو بھی پانے والے ہوں گے۔‘‘

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے حقوق اللہ اور حقوق العباد کی طرف تفصیل سے توجہ دلاتے ہوئے صلہ رحمی میں والدین کے حقوق، ان کے ساتھ احسان کرنا، سگے رشتہ داروں، سسرالی بیوی کے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں کے حقوق، ہمسائیوں سے حسن سلوک، اپنے ساتھ بیٹھنے والوں سے حسن سلوک، محروموں، کمزوروں سے پیار و محبت کا سلوک کرنے کی طرف نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا: ’’یہ حقوق کی ادائیگی کا صحیح ادراک حاصل کرنا اور دنیا کو اسلام کی تعلیم کا صحیح طور پر بتانا، اس کا پتہ دینا اور خود اس پر عمل کرنا یہ تبلیغ کے لئے راستے کھولے گا اور دنیا کو بچانے کا بھی ذریعہ بنے گا۔‘‘

(ابو سعید)

## آج کی دعا

اَللّٰھُمَّ اھْدِنِی وَسَدِّدْنِي وَاذْکُرْ بِالْهُدَى هِدَايَتَكَ الطَّرِيقَ وَالسَّدَادِ سَدَادَ السَّهْمِ

(مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التعوذ من شر ما عمل ... حدیث: 6911)

ترجمہ: اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھ اور ہدایت کے ساتھ اپنے سیدھے راستے کو بھی یاد رکھ اور سیدھا رکھنے سے مراد تیر کی طرح سیدھا ہونا ہے۔

یہ سید و مولیٰ، مقدس الانبیاء، پیارے رسول حضرت محمد ﷺ کی ہدایت پر قائم رہنے کی دعا ہے۔

قابل صد احترام پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ نے ہدایت پہ قائم رہنے کے لئے بھی بہت ساری دعائیں سکھائی ہیں۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے رسول ﷺ نے فرمایا کہ تو کہہ کہ اے اللہ! مجھے ہدایت دے اور مجھے سیدھے راستے پر رکھ اور ہدایت کے ساتھ اپنے سیدھے راستے کو بھی یاد رکھ اور سیدھا رکھنے سے مراد تیر کی طرح سیدھا ہونا ہے۔ (مسلم کتاب الذکر والدعاء باب التعوذ من شر ما عمل ... حدیث نمبر 6805)

سیدھے راستے کی ہدایت کے بارے میں پہلے مَیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباس میں بتا چکا ہوں کہ تین باتیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئیں کہ حقوق اللہ کی ادائیگی، حقوق العباد کی ادائیگی اور اپنے نفس کے حق کی ادائیگی لیکن ان سب کا بنیادی مقصد جو ہے وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا تعالیٰ کی طرف لے کے جانا ہے۔ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھنا چاہئے۔

(خطبہ جمعہ 27 فروری 2009ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

علامہ ایچ ایم طارق

# فضل و رحم اور اس کا حصول

## حصہ دوم

**قارئین الفضل کے لئے ایک خصوصی تحریر۔ حصہ اوّل کے لئے دیکھیں الفضل آن لائن 26 اپریل 2022ء**

رمضان المبارک میں ''فضل اور رحمت کے دائرے'' کے موضوع پر ایک مضمون الفضل آن لائن مورخہ 26اپریل 2022 میں آچکا ہے۔ جو محض ایک تعارفی یا تمہیدی رنگ رکھتا تھا اور اس میں بھی رحمت کی نسبت فضل کا پہلو زیادہ غالب تھا۔ دراصل موضوع کی وسعت کے پیش نظر کسی ایک یا دو نشستوں میں سمیٹنا اسے ممکن بھی نہیں۔

## فضل و رحم اور صفات الٰہیہ

دراصل فضل ورحمت کا تعلق اللہ تعالیٰ کی صفات رحمانیّت اور رحیمیّت سے ہے جس کی وسعت سمجھنے کے لئے بطور مثال عرض ہے کہ قرآن شریف کا خلاصہ سورۃ فاتحہ ہے یعنی اس میں موجود صفات الٰہیہ ربّ العالمین، رحمان، رحیم، مالک یوم الدین۔ پھر فاتحہ کا ملخص بسم اللہ میں ہے یعنی چار صفات کا ماحصل دو صفات رحمان اور رحیم میں آ گیا۔ گویا یہ دونوں صفات سارے قرآن کے مضمون پر حاوی ہیں اس لئے ان کی تفصیل کسی ایک نوٹ میں بیان کرنی ممکن نہیں۔

زیر نظر مضمون میں فی الوقت رحمت کے وہ تشنہ پہلو بیان کرنے مقصود ہیں جو گزشتہ نشست میں بیان نہ ہو سکے اور جن میں طبعاً فضل کا ذکر بھی آئیگا کیونکہ ان دونوں صفات رحمان اور رحیم کا مادہ ''رحم'' ہی ہے اس لئے فضل ورحم ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ کسی قدر باہم پیوست ہو کر سائنس کی زبان میں یونین سیٹ بناتی ہیں یعنی جہاں ان میں اشتراک ہے وہاں رحمت وفضل مترادف معنی میں نظر آتے ہیں اور جہاں بظاہر اشتراک نظر نہ آئے وہاں صفت رحمانیّت کا رنگ بصورت فضل وکرم نمایاں ہوتا ہے۔ آسان لفظوں میں یوں کہیں کہ اللہ تعالیٰ کے دنیوی و دینی تمام انعامات کا تعلق بنیادی طور پر اس کی صفات رحمانیت ورحیمیّت سے یا فضل اور رحمت سے ہی ہے اور یہی انسان کی پیدائش کی اصل غرض ہے۔ یہاں پہنچ کر یہ سوال بہت اہم ہو جاتا ہے کہ پھر یہ فضل ورحم کیسے حاصل ہو؟

## فضل و رحم کا حصول

قرآن شریف اللہ تعالیٰ فضل ورحمت کے حصول کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُہٗ لَاتَّبَعۡتُمُ الشَّیۡطٰنَ اِلَّا قَلِیۡلًا (النساء: 84) یعنی اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتے تو تم چند ایک کے سوا ضرور شیطان کی پیروی کرنے لگتے۔ اسی طرح دوسری جگہ فرمایا: وَلَوۡلَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَرَحۡمَتُہٗ مَا زَکٰی مِنۡکُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُزَکِّیۡ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ سَمِیۡعٌ عَلِیۡمٌ

(النور:22)

ترجمہ: اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتے تو تم میں سے کوئی ایک بھی کبھی پاک نہ ہو سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے پاک کر دیتا ہے اور اللہ بہت سننے والا (اور) دائمی علم رکھنے والا ہے۔

اس آیت کے آخر میں دو صفات سمیع وعلیم بڑی معنی خیز ہیں جس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندہ کے دل کے حالات اور نیت کو جانتا اور اس کے مطابق سلوک فرماتا ہے۔ سمیع میں اس طرف توجہ دلائی کہ اللہ تعالیٰ کے اس فضل کے حصول کیلئے عبادت اور متضرّعانہ دعاؤں کے بغیر گزارا نہیں۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز کی لذت نہیں آتی مگر میں بتلاتا ہوں کہ بار بار پڑھے اور کثرت کے ساتھ پڑھے۔ تقویٰ کے ابتداء درجے میں قبض شروع ہو جاتی ہے اس وقت یہ کرنا چاہئے کہ خدا کے پاس اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَاِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ کا تکرار کیا جائے۔''

(الحکم 17فروری 1901ء)

پھر دعا میں رقت آمیز کیفیت اور الفاظ بھی اختیار کرنے چاہئیں حضرت مسیح موعودؑ نے یہ دعا سکھائی۔

''اے خدا تعالیٰ قادر و ذوالجلال! میں گناہ گار ہوں اور اس قدر گناہ کے زہر نے میرے دل اور رگ و ریشہ میں اثر کیا ہے کہ مجھے رقت اور حضور نماز حاصل نہیں تو اپنے فضل وکرم سے میرے گناہ بخش اور میری تقصیرات معاف کر اور میرے دل کو نرم کر دے اور میرے دل میں اپنی عظمت اور اپنا خوف اور اپنی محبت بٹھا دے تا کہ اس کے ذریعے سے میری سخت دلی دور ہو کر حضور نماز میسر آوے۔''

پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحمت کا نزول ہے جس کے نتیجے میں رقت اور قبولیت دعا کی کیفیت عطا ہوتی ہے اس بارہ میں حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں۔

''وہ دعا جو خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے وہ بھی انسان کے اختیار میں نہیں ہوتی۔ انسان کا ذاتی اختیار نہیں کہ وہ دعا کے تمام لوازمات اور شرائط محویت، توکل، تبتل، سوز و گداز وغیرہ کو خود مہیا کر لے۔ جب اس قسم کی دعا کی توفیق کسی کو ملتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کی جاذب ہو کر ان تمام شرائط اور لوازم کو حاصل کرتی ہے جو اعمال صالحہ کی روح ہیں۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 389)

اسی طرح حضورؑ نے فرمایا:

''جس گناہ کے چھوڑنے میں جو اپنے آپ کو کمزور پاوے اس کو نشانہ بنا کر دعا کرے تو اسے فضل خدا سے قوت عطا ہوگی۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 622)

عرض اپنی کوشش اور محنت کے باوجود مراتب روحانی کے حصول کیلئے اللہ تعالیٰ کے فضل کا ہر دم انسان محتاج ہے۔ جیسا کہ حضرت منشی ظفر احمد صاحب بیان فرماتے ہیں۔

''بیعت کے بعد جب لدھیانہ ٹھہرا ہوا تھا تو ایک صوفی طبع شخص نے چند سوالات کے بعد حضرت صاحب سے دریافت کیا کہ آیا آپ آنحضرت ﷺ کی زیارت بھی کرا سکتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ اس کے لئے مناسب شرط ہے اور میری طرف منہ کر کے فرمایا کہ جس پر خدا کا فضل ہو جائے۔ اسی رات میں نے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا۔''

(تاریخ احمدیت جلد 1 صفحہ 374-375)

## دائرہ رحمت الٰہی

قرآن شریف میں مختلف پیرایوں میں رحم کے مضمون پر نہایت لطیف رنگ میں روشنی ڈالی گئی ہے جس کا مطالعہ بہت دلچسپ اور ایمان افروز ہے۔ اس بارہ میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم نے ہی دراصل انسانی زندگی کا مکمل احاطہ کیا ہوا ہے خواہ وہ عالم صغیر ہو یعنی وجود انسان کی مختصر سی کائنات جس میں انسانی جسم اس کے اعضاء اور جملہ نظام دوران خون و تنفّس وانہضام اور نظام اعصاب وغیرہ شامل ہیں اور خواہ وہ عالم کبیر ہو یعنی وسیع تر نظام کائنات عالم جو آسمان اور زمین اور تمام سیاروں پر مشتمل ہے اور جس میں ہماری زمین کی حیثیت ایک معمولی نکتہ سے زیادہ نہیں، یہ تمام نظام خاص اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم کے نتیجہ میں رواں دواں اور جاری و ساری ہیں۔ رحمت کی اس وسعت کا ذکر قرآن شریف میں مختلف پیرایوں میں کیا گیا ہے۔

(1) قرآن شریف اس سلسلہ میں ایک اہم بات یہ بیان فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے۔ اسے ہماری اس نظام کائنات کی کوئی حاجت نہیں مگر وہ صاحب رحمت ہستی ہے۔ اس رحمت کے اظہار کے لئے اس نے یہ سلسلہ جاری کیا۔ ورنہ وہ جب چاہے ہماری جگہ نیا نظام اور سلسلہ شروع فرما دے۔ بس انسان کو اس کی رحمت کی ضرورت ہے۔ جس کے لیے اسے سعی و دعا کرنی ہوگی فرمایا:

وَرَبُّکَ الۡغَنِیُّ ذُو الرَّحۡمَۃِ ؕ اِنۡ یَّشَاۡ یُذۡہِبۡکُمۡ وَیَسۡتَخۡلِفۡ مِنۡۢ بَعۡدِکُمۡ مَّا یَشَآءُ کَمَاۤ اَنۡشَاَکُمۡ مِّنۡ ذُرِّیَّۃِ قَوۡمٍ اٰخَرِیۡنَ ﴿۱۳۴﴾

(الانعام: 134)

''اور تیرا ربّ غنی اور صاحب رحمت ہے اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور تمہارے بعد جسے چاہے جانشین بنا دے جس طرح اس نے تمہیں بھی ایک دوسری قوم کی ذرّیت سے اٹھایا تھا۔''

دوسری جگہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ چونکہ غفور یعنی بخشنے والا بھی ہے اور صاحب رحمت بھی۔ اس لئے وہ لوگوں کو ان کی بد اعمالیوں کی جلد سزا نہیں دیتا۔ چنانچہ فرماتا ہے۔

وَرَبُّکَ الۡغَفُوۡرُ ذُو الرَّحۡمَۃِ ؕ لَوۡ یُؤَاخِذُہُمۡ بِمَا کَسَبُوۡا لَعَجَّلَ لَہُمُ الۡعَذَابَ ؕ بَلۡ لَّہُمۡ مَّوۡعِدٌ لَّنۡ یَّجِدُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖ مَوۡئِلًا ﴿۵۹﴾

(الکہف: 59)

''اور تیرا ربّ بہت بخشنے والا اور بڑی رحمت والا ہے اگر وہ ان کا مؤاخذہ کرے اس پر جو وہ کسب کرتے ہیں تو ان پر جلد تر عذاب لے آئے لیکن ان کے لئے ایک وقت مقرر ہے جس سے بچ نکلنے کی وہ کوئی راہ نہیں پائیں گے۔''

(2) دوسری بات مالک ارض و سماء نے اپنی وسعت رحمت کے بارہ میں یہ بیان فرمائی کہ وہ خالق کائنات اس نظام عالم کو اپنے ماننے والے یا انکار کرنے والے بلا تفریق اس اصول پر چلا رہا ہے کہ اس نے اپنی ذات پر رحمت کو فرض کر لیا ہے۔ فرمایا۔

قُلۡ لِّمَنۡ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ قُلۡ لِّلّٰہِ ؕ کَتَبَ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ؕ لَیَجۡمَعَنَّکُمۡ اِلٰی یَوۡمِ الۡقِیٰمَۃِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ؕ اَلَّذِیۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَہُمۡ فَہُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۱۳﴾

(الانعام: 13)

ترجمہ: ’’پوچھ کہ کس کا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے کہہ دے کہ اللہ ہی کا ہے اس نے اپنے اوپر رحمت فرض کر رکھی ہے وہ ضرور تمہیں قیامت کے دن تک اکٹھا کرتا چلا جائے گا جس میں کوئی شک نہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے آپ کو گھاٹے میں ڈالا پس وہ تو ایمان نہیں لائیں گے۔‘‘

دوسری جگہ فرمایا:

قَالَ عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَرَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ ؕ فَسَاَکۡتُبُہَا لِلَّذِیۡنَ یَتَّقُوۡنَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَالَّذِیۡنَ ہُمۡ بِاٰیٰتِنَا یُؤۡمِنُوۡنَ

(الاعراف: 157)

’’اس نے کہا میرا عذاب وہ ہے کہ جس پر میں چاہوں اس کو وارد کر دیتا ہوں اور میری رحمت وہ ہے کہ ہر چیز پر حاوی ہے پس میں اُس (رحمت) کو ان لوگوں کے لئے واجب کر دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور زکو دیتے ہیں اور وہ جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں۔‘‘

یعنی مومن اور متقی تو اس رحمت سے لازماً فیضیاب ہو۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ کافر اس سے محروم رہیں گے بلکہ وہ بھی اس کی وسیع رحمت سے حصہ پاتے ہیں۔

اس رحمت الٰہی کی وسعت کا اندازہ رسول کریم ﷺ کے اس بیان سے خوب ہوتا ہے جو آپؐ نے فرمایا کہ ’’تعالیٰ نے اپنی رحمت کے سو حصّے کئے اور ننانوے اپنے پاس رکھ لئے زمین میں ایک حصّہ اتارا۔ اسی ایک حصّہ کی وجہ سے مخلوق خدا آپس میں محبت کے رشتے استوار رکھتی ہے جہاں تک کہ ایک جانور بھی اپنا پاؤں اپنے بچے سے اس لئے اٹھالیتا ہے کہ اسے تکلیف نہ ہو۔‘‘

(صحیح بخاری کتاب الادب باب جعل اللّٰہ الرحمة فی مائة جزء)

چنانچہ فرمایا:

قُلۡ لَّوۡ اَنۡتُمۡ تَمۡلِکُوۡنَ خَزَآئِنَ رَحۡمَۃِ رَبِّیۡۤ اِذًا لَّاَمۡسَکۡتُمۡ خَشۡیَۃَ الۡاِنۡفَاقِ ؕ وَکَانَ الۡاِنۡسَانُ قَتُوۡرًا ﴿۱۰۱﴾

(الاسراء: 101)

ترجمہ:۔ تُو کہہ دے کہ اگر تم میرے ربّ کی رحمت کے خزانوں کے مالک ہوتے تب بھی تم ان کے خرچ ہو جانے کے ڈر سے انہیں روک رکھتے اور انسان یقیناً بہت کنجوس واقع ہوا ہے۔‘‘

## رحمت الٰہی کی تقسیم

اسی طرح اس مضمون کی مزید وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ رحمان ورحم خدا نے اپنی رحمت کی تقسیم کا خود یہ انتظام کیا اسے انسانوں کے سپرد نہیں کیا۔ فرمایا۔

اَہُمۡ یَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّکَ ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَیۡنَہُمۡ مَّعِیۡشَتَہُمۡ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَرَفَعۡنَا بَعۡضَہُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَتَّخِذَ بَعۡضُہُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِیًّا ؕ وَرَحۡمَتُ رَبِّکَ خَیۡرٌ مِّمَّا یَجۡمَعُوۡنَ ﴿۳۳﴾

(الزخرف: 33)

ترجمہ: کیا وہ ہیں جو تیرے ربّ کی رحمت تقسیم کریں گے ہم ہی ہیں جنہوں نے ان کی معیشت کے سامان ان کے درمیان اس ورلی زندگی میں تقسیم کئے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگوں کو کچھ دوسروں پر ہم نے مراتب کے لحاظ سے فوقیت بخشی ہے تا کہ ان میں سے بعض، بعض کو زیر نگیں کر لیں اور تیرے ربّ کی رحمت اُس سے بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔

## صرف کافر رحمت الٰہی سے مایوس ہوتے ہیں

اپنی اس رحمت کا اعلان عام کرنے کے بعد پھر تمام بنی نوع انسان کو توجّہ دلائی کہ وہ کیوں اس کی رحمت سے مایوس ہوتے ہیں فرمایا:

قَالَ وَمَنۡ یَّقۡنَطُ مِنۡ رَّحۡمَۃِ رَبِّہٖۤ اِلَّا الضَّآلُّوۡنَ ﴿۵۷﴾

(الحجر: 57)

’’اس نے کہا بھلا گمراہوں کے سوا کون ہے جو اَپنے ربّ کی رحمت سے مایوس ہو جائے۔‘‘

ایک جگہ حضرت یعقوبؑ کی اپنے بیٹوں کو نصیحت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ کی رحمت سے کبھی مایوس نہ ہونا جس سے صرف اللہ کے منکر ہی مایوس ہوسکتے ہیں۔ فرمایا:

یٰبَنِیَّ اذۡہَبُوۡا فَتَحَسَّسُوۡا مِنۡ یُّوۡسُفَ وَاَخِیۡہِ وَلَا تَایۡـَٔسُوۡا مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ ؕ اِنَّہٗ لَا یَایۡـَٔسُ مِنۡ رَّوۡحِ اللّٰہِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡکٰفِرُوۡنَ ﴿۸۸﴾

(یوسف: 88)

ترجمہ: اے میرے بیٹو! جاؤ اور یوسف اور اس کے بھائی کے متعلق کھوج لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو یقیناً اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا مگر کافر لوگ۔

پھر تمام گناہ گار بندوں کے لئے رحمت عام اور مغفرت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵۴﴾

(الزمر: 54)

ترجمہ: تُو کہہ دے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو یقیناً اللہ تمام گناہوں کو بخش سکتا ہے یقیناً وہی بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کے بارہ میں حضرت ثوبانؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ آیت قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ (الزمر: 54) مجھے دنیا اور اس کے اندر جو کچھ ہے ان سے بھی زیادہ پیاری ہے۔

(مسند احمد جلد 5 صفحہ 275)

مومن اور کافر کے لئے رحمت عام کے اعلان میں یہ اشارہ فرمادیا تھا کہ اس رحمت سے زیادہ حصہ وہی پائیں گے جو تقویٰ اختیار کرتے ہوئے اللہ کے حکم کی تعمیل میں ایمان لائیں گے مگر دوسرے بھی اس رحمتِ عام سے محروم نہ رہیں گے۔

## مومن رحمت الٰہی کے مورد

یہ مضمون زیادہ تفصیل سے دوسری جگہ اس طرح بیان ہوا کہ ایمان لانے کے بعد مومن اللہ کی رحمت کے ایسے سائے میں آجاتے ہیں کہ نادانی میں کسی غلطی کا ارتکاب کریں تو اللہ تعالیٰ رحمت ومغفرت کا سلوک کرے گا۔ فرمایا:

وَاِذَا جَآءَکَ الَّذِیۡنَ یُؤۡمِنُوۡنَ بِاٰیٰتِنَا فَقُلۡ سَلٰمٌ عَلَیۡکُمۡ کَتَبَ رَبُّکُمۡ عَلٰی نَفۡسِہِ الرَّحۡمَۃَ ۙ اَنَّہٗ مَنۡ عَمِلَ مِنۡکُمۡ سُوۡٓءًۢا بِجَہَالَۃٍ ثُمَّ تَابَ مِنۡۢ بَعۡدِہٖ وَاَصۡلَحَ فَاَنَّہٗ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۵﴾

(الانعام: 55)

ترجمہ: اور جب تیرے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو (ان سے) کہا کر تم پر سلام ہو (تمہارے لئے) تمہارے ربّ نے اپنے اوپر رحمت فرض کر دی ہے (یعنی) یہ کہ تم میں سے جو کوئی جہالت سے بدی کا ارتکاب کرے پھر اس کے بعد توبہ کر لے اور اصلاح کرلے تو (یاد رکھے کہ) وہ (یعنی اللہ) یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

## رحمت کی برکات

وہ مومن جو ایمان کے بعد مضبوطی سے اس پر قائم ہوجاتے ہیں ان کے ساتھ اور زیادہ رحمت کا سلوک ہوتا ہے اور وہ انعامات دنیا و دین کے وارث ہوتے ہیں۔ فرمایا:

فَاَمَّا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِاللّٰہِ وَاعۡتَصَمُوۡا بِہٖ فَسَیُدۡخِلُہُمۡ فِیۡ رَحۡمَۃٍ مِّنۡہُ وَفَضۡلٍ ۙ وَّیَہۡدِیۡہِمۡ اِلَیۡہِ صِرَاطًا مُّسۡتَقِیۡمًا ﴿۱۷۶﴾

(النساء: 176)

’’پس وہ لوگ جو اللہ پر ایمان لے آئے اور اس کو مضبوطی سے پکڑ لیا تو وہ ضرور انہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا اور انہیں اپنی جانب سیدھی راہ کی ہدایت دے گا‘‘

یہاں رحمت وفضل کے بعد انجام کار صراط مستقیم عطا کرنے کے جس انعام کا ذکر کیا ہے وہ معمولی انعام نہیں بلکہ ان اعلیٰ انعامات کی راہ کھل جانے کی نوید ہے جس کے نتیجہ میں روحانیت کے چار اعلیٰ مراتب عطا ہوتے ہیں۔ پھر وہ لوگ جو ایمان لانے کے بعد قربانیوں کی بھی توفیق پاتے ہیں، خدا کی خاطر اپنے وطن اور عزیز واقارب کو خیر باد کہتے ہیں اور پھر اس کی راہ میں اپنے مال بھی قربان کرتے ہیں وہ بطور خاص اس رحمت الٰہی کے وارث ہوتے ہیں۔ فرمایا:

اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَہَاجَرُوۡا وَجٰہَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِاَمۡوَالِہِمۡ وَاَنۡفُسِہِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَۃً عِنۡدَ اللّٰہِ ؕ وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ ﴿۲۰﴾ یُبَشِّرُہُمۡ رَبُّہُمۡ بِرَحۡمَۃٍ مِّنۡہُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّہُمۡ فِیۡہَا نَعِیۡمٌ مُّقِیۡمٌ ﴿۲۱﴾ خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗۤ اَجۡرٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲۲﴾

(التوبہ: 20-22)

’’جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں اپنے اموال اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کیا وہ اللہ کے نزدیک درجے کے اعتبار سے بہت بڑے ہیں اور یہی وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہونے والے ہیں۔ ان کا ربّ انہیں اپنی طرف سے رحمت کی اور خوشنودی کی اور ایسی جنتوں کی خوشخبری دیتا ہے جن میں ان کے لئے ہمیشہ ٹھہری رہنے والی نعمتیں ہوں گی۔ وہ ہمیشہ ہمیش ان میں رہنے والے ہیں یقیناً اللہ وہ ہے کہ اس کے پاس ایک اجرِ عظیم ہے۔‘‘

چنانچہ رسول کریم ﷺ کے زمانہ میں قدیمی ایمان لاکر ہجرت کرنے

والے صحابہ کی قربانی کو انصار مدینہ پر مقدم رکھا ہے اور ان مہاجرین نے بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم سے انصار سے بھی زیادہ حصہ پایا۔ چنانچہ اسلام کے چاروں خلفاء راشدین مہاجرین میں سے ہوئے اور روحانی فضلوں کے علاوہ دنیوی برکات سے بھی مستفیض ہوئے۔

چنانچہ حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف مکہ سے ہجرت کرکے خالی ہاتھ مدینہ پہنچے اور ابتداً محنت مزدوری اور پھر تجارت کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے خوب مال و دولت عطا کی اور آپ نے بھی دل کھول کر خدا کی راہ میں اپنا مال لٹایا مگر مال میں کوئی کمی نہیں آئی بلکہ خدا نے ایسی برکت ڈالی کہ خود فرماتے تھے کہ مٹی میں ہاتھ ڈالتا ہوں تو سونا ہو جاتی ہے۔ چنانچہ اس قدر فیاضی کے باوجود اپنے ورثاء کے لئے بہت مال چھوڑا۔ چار بیویوں کو ترکہ کے آٹھویں حصے کے طور پر اسی، اسی ہزار دینار ملے۔ مال وراثت میں سونے کی اتنی بڑی بڑی اینٹیں تھیں کہ کاٹ کاٹ کر تقسیم کی گئیں اور کاٹنے والوں کے ہاتھوں میں آبلے پڑ گئے۔ جائیداد غیر منقولہ اور نقدی اس کے علاوہ تھی جس میں ایک ہزار اونٹ، سو گھوڑے اور تین سو بکریاں بھی ترکے میں چھوڑیں۔

(اسد الغابہ جلد 3 صفحہ 317-318)

یہ تو ایک مثال ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے سب مہاجرین سے اپنے فضل ورحمت کے وعدے پورے فرمائے۔ آمین

پھر یہی ایمان لانے والے مہاجرین و انصار جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد فی سبیل اللہ میں شامل ہوئے اور جانی قربانیوں کی توفیق پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی اور زیادہ رحمتوں کے مورد ہوئے۔

غزوہ احد میں جاتے ہوئے حضرت جابرؓ کے والد حضرت عبداللہؓ نے یہ وصیت کی کہ میں احد میں خدا تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو میرے بعد اپنی بہنوں کا خاص خیال رکھنا۔ ان کی نگہداشت کرنا۔ نیز وصیت کی کہ یہود سے جو قرض میں لے چکا ہوں وہ میرے کھجور کے باغات سے ادا کر دینا۔ حضرت عبداللہؓ اسی جذبہ شوق شہادت کے ساتھ غزوہ احد میں شریک ہوئے اور جام شہادت نوش کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے علم پاکر جابرؓ کو تسلی اور دلاسہ دیا۔ جابرؓ کے چہرے پر آپؐ نے یاس اور فکر کے آثار دیکھے تو کتنی محبت سے فرمانے لگے جابرؓ کیا وجہ ہے مغموم نظر آتے ہو؟ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے والد احد میں شہید ہو گئے۔ پیچھے عیالداری اور قرض ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ خوشخبری سناؤں جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے باپ کو عطا کی۔ انہوں نے کہا ضرور اے اللہ کے رسولؐ! آپؐ نے فرمایا کہ ’’اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی سے بغیر حجاب کے کلام نہیں فرمایا مگر تمہارے باپ کو زندہ کر کے آمنے سامنے کلام کیا اور فرمایا ’’اے میرے بندے مجھ سے جو چاہو خواہش کرو میں پوری کروں گا۔‘‘ تمہارے باپ نے کہا کہ ’’اے میرے رب مجھے زندہ کر کے واپس بھیج کہ تیری راہ میں پھر دوسری دفعہ شہید ہو جاؤں‘‘ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ’’تمہاری یہ خواہش پوری نہیں ہوسکتی کیونکہ ہماری سنت کے خلاف ہے جو لوگ مر جائیں ان کے بارے میں فیصلہ گزر چکا ہے اَنَّھُم لَا یَرْجِعُوْنَ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں لوٹائے جاتے۔

(ترمذی کتاب التفسیر سورۃ آل عمران)

الغرض خدا پر ایمان لانے والے جہاں رحمت خداوندی سے اس کی نعمتوں کے وارث ہوتے ہیں وہاں دنیا کی مصیبتوں اور تکالیف سے بھی دوسروں کی نسبت زیادہ بچائے جاتے ہیں۔

## رحمت کے نتیجہ میں عذاب سے حفاظت

چنانچہ قرآن شریف میں سورۃ ہود میں جہاں مختلف قوموں کو اپنے رسولوں کے انکار اور تکذیب کے بعد عذاب دیئے جانے کا ذکر ہے وہاں مختلف انبیاء کی قوم عذاب کے بیان میں تکرار کے ساتھ یہ بیان فرمایا ہے کہ جب عذاب آیا تو حضرت ہودؑ اور ان کے ساتھی اور حضرت صالحؑ اور ان پر ایمان لانے والے اور حضرت شعیبؑ ان کے قبول کرنے والے مومنوں کو اللہ تعالیٰ نے الٰہی رحمت خاص سے اس عذاب سے بچالیا۔ (ہود:59-67-95) جبکہ ظالم قوم پر سخت عذاب سے گرفت فرمائی۔

پھر ایمان اور اس کے لئے قربانیوں کے علاوہ بعض ایسے اعلیٰ اخلاق ہیں جن کو اختیار کرنے کے نتیجہ میں انسان اللہ کی رحمت کا زیادہ مورد ہوتا ہے۔ یہ مضمون اپنی ذات میں بہت وسیع ہے جس کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں اسی طرح فضل و رحم کے حصول کے ایک اہم ذریعہ دعا کا ذکر کئے بغیر یہ مضمون مکمل نہیں ہو گا۔

## فضل ورحم کی دعائیں

چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل اور رحم مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ فرمایا:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ؕ لِلرِّجَالِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبُوْا ؕ وَلِلنِّسَآءِ نَصِیْبٌ مِّمَّا اکْتَسَبْنَ ؕ وَسْـَٔلُوا اللّٰہَ مِنْ فَضْلِہٖ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا ﴿۳۳﴾

(النساء:33)

ترجمہ: اور اللہ نے جو تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت بخشی ہے اس کی حرص نہ کیا کرو مردوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور عورتوں کے لئے اس میں سے حصہ ہے جو وہ کمائیں اور اللہ سے اس کا فضل مانگو یقیناً اللہ ہر چیز کا خوب علم رکھتا ہے۔

رسول کریم ﷺ نے بھی اس آیت کی روشنی میں مسلمانوں کو یہ نصیحت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل مانگا کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ پسند فرماتا ہے کہ اس سے مانگا جائے۔

(ترمذی کتاب الدعوت باب فِی انْتِظَارِ الْفَرَجِ وَغَیْرِ ذَلِکَ)

## دعائے موسیٰؑ

چنانچہ حضرت موسیٰؑ نے ہجرت کے وقت انتہائی فاقہ اور محتاجی کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے ’’خیر‘‘ مانگی اس دعا کی نتیجہ میں انہیں ایسے فضل سے نوازا گیا جس سے غریب الوطنی میں ان کے قیام وطعام کے علاوہ گھر بار اور شادی کا انتظام بھی ہوگیا وہ دعا یہ تھے رَبِّ اِنِّیْ لِمَاۤ اَنْزَلْتَ اِلَیَّ مِنْ خَیْرٍ فَقِیْرٌ

(القصص: 25)

یعنی اے میرے ربّ! یقیناً میں ہر اچھی چیز کے لئے، جو تُو میری طرف نازل کرے، ایک فقیر ہوں۔

یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو رحمت کی دعائیں مانگنے کا سلیقہ خود سکھایا ہے۔

حضرت امّ سلمہؓ بیان کرتی ہیں کہ ’’ایک دفعہ رسول کریم ﷺ کو میں نے یہ دعا کرتے سنا کہ اے دلوں کے پھیرنے والے میرا دل اپنے دین پر قائم کر دے میں نے پوچھا کہ کیا دل بھی بدل جاتے ہیں آپؐ نے مجھے ایک قرآنی دعا سنائی اور فرمایا کہ انسان کا دل خدا کی دو انگلیوں میں ہوتا ہے جب چاہے پھیر دے۔

(درمنثور للسیوطی جلد 2 صفحہ 8)

## رحمت بھری دعا

وہ رحمت بھری دعا یہ تھی۔

رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ ھَدَیْتَنَا وَھَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَۃً ۚ اِنَّکَ اَنْتَ الْوَھَّابُ ﴿۹﴾

(آل عمران: 9)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمارے دلوں کو ٹیڑھا نہ ہونے دے بعد اس کے کہ تو ہمیں ہدایت دے چکا ہو اور ہمیں اپنی طرف سے رحمت عطا کر یقیناً تو ہی ہے جو بہت عطا کرنے والا ہے۔

## ارحم الراحمین کا واسطہ دے کر دعائیں

اللہ تعالیٰ جو سب سے بڑھ کر رحم کرنیوالا ہے وہ اپنے بندوں کو جو اس سے رحم کے طالب ہوتے ہوئے پسند کرتا ہے۔ فرمایا

اِنَّہٗ کَانَ فَرِیْقٌ مِّنْ عِبَادِیْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَاۤ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۱۱۰﴾

(المؤمنون:110)

ترجمہ: یقیناً میرے بندوں میں سے ایک ایسا فریق بھی تھا جو کہا کرتا تھا اے ہمارے ربّ! ہم ایمان لے آئے پس ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے اس صبر کی وجہ سے میں نے آج انہیں یہ جزادی ہے کہ وہ کامیابی پانیوالے ہیں۔

سورت المومنون کے آخر میں اللہ تعالیٰ رسول کریمؐ کے ذریعہ مومنوں کو یہ دعا بھی سکھائی۔

وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْنَ

(المؤمنون:119)

ترجمہ: اور تُو کہہ اے میرے ربّ! بخش دے اور رحم کر اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے بہتر ہے۔

سورۂ انبیاء میں اللہ تعالیٰ نے مختلف انبیاء کی دعاؤں کی قبولیت دعا کے واقعات اور ان کے دیگر احوال میں حاصل ہونے والی برکات کو اللہ کی صفت رحمت کے ساتھ جوڑا ہے۔ چنانچہ حضرت ایوبؑ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے اپنی تکلیف کے وقت اللہ کی صفت ارحم الراحمین کا واسطہ دیکر جو دعا کی وہ پایۂ قبولیت کو پہنچی۔

وَاَیُّوْبَ اِذْ نَادٰی رَبَّہٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ﴿۸۴﴾ فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ فَکَشَفْنَا مَا بِہٖ مِنْ ضُرٍّ وَّاٰتَیْنٰہُ اَھْلَہٗ وَمِثْلَھُمْ مَّعَھُمْ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَذِکْرٰی لِلْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۵﴾

(الانبیاء: 84-85)

ترجمہ: اور ایوب (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ مجھے سخت اذیت پہنچی ہے اور تُو رحم کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا قبول کر لی اور اس کو جو بھی تکلیف تھی اسے دور کر دیا اور ہم نے اُسے اُس کے گھر والے عطا کر دیئے اور ان کے ساتھ اور بھی اُن جیسے دیئے جو ہماری طرف سے ایک رحمت کے طور پر تھا اور نصیحت تھی عابدوں کے لئے۔

## انبیاء رحمت خاص کے مورد

اسی طرح حضرت اسماعیلؑ حضرت ادریسؑ اور حضرت ذوالکفل کی صفت صبر وصالحیّت کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے انہیں اپنی رحمت میں داخل کرلیا۔

وَاِسۡمٰعِیۡلَ وَاِدۡرِیۡسَ وَذَا الۡکِفۡلِ ؕ کُلٌّ مِّنَ الصّٰبِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾ وَاَدۡخَلۡنٰہُمۡ فِیۡ رَحۡمَتِنَا ؕ اِنَّہُمۡ مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۷﴾

(الانبیاء:86-87)

یعنی اور اسماعیل اور ادریس اور ذوالکفل (کا بھی ذکر کر وہ) سب صبر کرنے والوں میں سے تھے۔ اور ہم نے ان کو اپنی رحمت میں داخل کیا یقیناً وہ نیک لوگوں میں سے تھے۔

حضرت زکریاؑ کا سورۃ مریم کے آغاز ہی میں یوں ذکر فرمایا ہے ذِکۡرُ رَحۡمَتِ رَبِّکَ عَبۡدَہٗ زَکَرِیَّا ۚ﴿۳﴾ (مریم:3) یعنی یہ ذکر ہے تیرے ربّ کی رحمت کا اُس کے بندے زکریا پر۔

حضرت زکریاؑ نے بظاہر اپنے بانجھ بیوی سے اللہ تعالیٰ سے اولاد پانے کی دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم سے اس کے سامان پیدا کر دیئے۔

وَزَکَرِیَّاۤ اِذۡ نَادٰی رَبَّہٗ رَبِّ لَا تَذَرۡنِیۡ فَرۡدًا وَّاَنۡتَ خَیۡرُ الۡوٰرِثِیۡنَ ﴿۹۰﴾ فَاسۡتَجَبۡنَا لَہٗ ۫ وَوَہَبۡنَا لَہٗ یَحۡیٰی وَاَصۡلَحۡنَا لَہٗ زَوۡجَہٗ ؕ اِنَّہُمۡ کَانُوۡا یُسٰرِعُوۡنَ فِی الۡخَیۡرٰتِ وَیَدۡعُوۡنَنَا رَغَبًا وَّرَہَبًا ؕ وَکَانُوۡا لَنَا خٰشِعِیۡنَ ﴿۹۱﴾

(الانبیاء:90-91)

یعنی اور زکریا (کا بھی ذکر کر) جب اس نے اپنے ربّ کو پکارا کہ اے میرے ربّ! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تُو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ پس ہم نے اس کی دعا کو قبول کیا اور اسے یحییٰ عطا کیا اور ہم نے اس کی بیوی کو اس کی خاطر تندرست کر دیا یقیناً وہ نیکیوں میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور ہمیں چاہت اور خوف سے پکارا کرتے تھے اور ہمارے سامنے عاجزی سے جھکنے والے تھے۔

حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا قرآن شریف میں مذکور ہے جو انہوں نے اللہ کو اس کی رحمت کا واسطہ دیکر اس کے نیک بندوں میں شامل ہونے کے لئے کی۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِکًا مِّنۡ قَوۡلِہَا وَقَالَ رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَعَلٰی وَالِدَیَّ وَاَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَاَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۲۰﴾

(النمل:20)

یعنی وہ (یعنی سلیمان) اس کی اس بات پر مسکرایا اور کہا اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکو کار بندوں میں داخل کر۔

### رحمت کے کرشمے

اصحاب کہف میں سے چند موحد عیسائی نوجوانوں کا بھی سورۃ کہف میں ذکر ہے جو اپنے دین کی حفاظت کی خاطر غاروں میں روپوش ہو گئے تھے وہاں وہ رحمت خداوندی کی یہ دعا کرتے رہے جو بالآخر مقبول ٹھہری۔

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ رَحۡمَۃً وَّہَیِّیٔۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا

(الکھف:11)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنی جناب سے رحمت عطا کر اور ہمارے معاملے میں ہمیں ہدایت عطا کر۔

رسول کریم ﷺ صحابہ کو تعلیم فرماتے تھے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مسجد سے باہر نکلتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل کی دعا کریں جس میں دینی و دنیوی دونوں برکات کا اشارہ تھا۔ ایک دفعہ رسول کریمؐ نے ایک شخص کو دیکھا جو سوکھ کر کانٹا ہو چکا تھا آپ نے اس سے فرمایا کہ کیا تم اللہ تعالیٰ سے اس کی عافیت کی دعا نہیں کرتے تھے۔ اس نے کہا میں تو یہ دعا کرتا رہا تھا کہ اے اللہ! تو نے جو سزا مجھے آخرت میں دینی ہے وہ ابھی دنیا میں دے دے نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ! تمہیں اس کی سزا کی طاقت کیسے ہوسکتی ہے؟ تم نے یہ دعا کیوں نہ مانگی؟

رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِی الدُّنۡیَا حَسَنَۃً وَّفِی الۡاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(البقرۃ:202)

یعنی اے ہمارے ربّ! ہمیں دنیا میں بھی حَسَنہ عطا کر اور آخرت میں بھی حَسَنہ عطا کر اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

یہ دعا بھی اللہ تعالیٰ کے دنیوی و دینی افضال اور برکات کے حصول کے لئے بہت عمدہ ہے۔

رسول کریم ﷺ نے ایک اور شخص کو ساری نعمتوں کے حاصل ہوجانے کی دعا کرتے سنا تو آپ نے فرمایا ساری نعمتوں سے تمہاری مراد کیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ میں نے تو خیر و بھلائی کی خاطر یہ دعا کی ہے۔ آپ نے فرمایا کامل نعمت یہی ہے کہ خدا کی رضا کی جنت نصیب ہوجائے اور آگ کے عذاب سے انسان بچ جائے۔

(ترمذی ابواب الدعوات)

## فضل و رحم کے لئے رسول کریمؐ کی دعائیں

ایک دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا جس میں اللہ تعالیٰ کو اس کی رحمت کا واسطہ دیا گیا ہے۔

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ الطَّاھِرِ الطَّيِّبِ الْمُبَارَكِ الْاَحَبِّ اِلَيْكَ الَّذِي اِذَا دُعِيْتَ بِهٖ اَجَبْتَ وَاِذَا سُئِلْتَ بِهٖ اَعْطَيْتَ وَاِذَا اسْتُرْحِمْتَ بِهٖ رَحِمْتَ وَاِذَا اسْتُفْرِجْتَ بِهٖ فَرَّجْتَ

(ابن ماجہ کتاب الدعاء)

ترجمہ: اے اللہ! تجھے اس پاک اور طیب برکت والے اور سب سے پیارے نام کا واسطہ کہ جس کا نام لے کر تجھے پکارا جائے تو تو دعا قبول کرتا ہے اور جب اس نام کے ساتھ تجھ سے مانگا جاتا ہے تو تو عطا کرتا ہے۔ اور جب اس نام کے ساتھ تجھ سے رحمت طلب کی جاتی ہے تو تو رحم فرماتا ہے اور اس نام کے واسطہ سے تجھ سے مشکل کشائی کا تقاضا کیا جاتا ہے تو تو مشکل دور فرماتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرض سے بچنے کے لیے جو دعا سکھائی۔ وہ فضل الٰہی کے مضمون پر مشتمل ہے۔

اَللّٰھُمَّ اكْفِنَا بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنَا بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ

(ترمذی کتاب الدعوات)

ترجمہ: اے اللہ تو میرے لئے کافی ہوجا اپنے حلال کے ساتھ اپنے حرام سے (بچاکر) اور مجھے اپنے فضل سے اپنے سوا ہر کسی سے بےنیاز کر دے۔

ایک دفعہ صحابہ نے رسول کریم ﷺ سے دعا کی درخواست کی تو آپ یہ دعا کرتے فرمایا اس میں ساری دعائیں جمع ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَأْنَنَا كُلَّهٗ

(ابن ماجہ کتاب الدعا)

یعنی اے اللہ! ہمیں بخش دے اور ہمیں جنت میں داخل کر اور آگ سے بچا اور ہمارے سب کام تو خود بنا دے۔

## حضرت مسیح موعودؑ کی دعائیں

حضرت مسیح موعودؑ نے اسلام کے لئے جو دعائیں کیں ان میں فضل اور رحمت کے ساتھ خدا سے مدد مانگی ہے۔ چند دعائیہ اشعار ملاحظہ ہوں۔

اے خدا شیطان پہ مجھ کو فتح دے رحمت کے ساتھ وہ اکٹھی کر رہا ہے اپنی فوجیں بےشمار

یا الٰہی فضل کر اسلام پر اور خود بچا
اس شکستہ ناؤ کے بندوں کی اب سن لے پکار

(درثمین صفحہ 127-128)

اپنی اولادوں کے حق میں دعائیں کرتے ہوئے بھی حضورؑ نے اللہ تعالیٰ سے اسکا فضل اور رحم طلب کیا۔

لخت جگر ہے مرا محمود بندہ تیرا
دے اس کو عمر و دولت کر دور ہر اندھیرا
اس کے ہیں دو برادر ان کو بھی رکھیو خوشتر
تیرا بشیر احمد تیرا شریف اصغر
کر فضل سب پہ یکسر رحمت سے کر معطّر

(درثمین صفحہ 35تا38)

## حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا

ہمارے موجودہ امام بھی اپنی مختصر خاص دعاؤں میں اللہ تعالیٰ کا فضل اور رحم مانگتے ہیں۔ جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء میں جلسہ کے آخری دن جب حضور نے مغرب و عشاء کی نماز پڑھائی تو شاید مائیک بہت حساس تھا۔ یا بہت قریب تھا۔ حضور کی سجدہ کی حالت کی دعائیں صاف سنائی دے رہی تھیں۔

اس بارہ میں مکرم آصف باسط صاحب نے ایک انٹرویو میں حضور انور سے استفسار کیا تو حضور نے فرمایا کہ

’’اچھا کیا آواز آئی تھی؟‘‘

انہوں نے کہا کہ صرف یہی بار بار سنائی دے رہا تھا کہ اے اللہ رحم کر دے۔ اے اللہ فضل کر دے۔ اور بڑے درد کے ساتھ متواتر یہی دعا تھی۔

اس پر حضور نے فرمایا ’’تو یہی سب سے اچھی دعا ہے۔ اس دعا میں ساری دعائیں آ جاتی ہیں۔ آدمی دوسری دعائیں بھی مانگے مگر اس دعا میں تو سب دعائیں آ جاتی ہیں‘‘

اللہ تعالیٰ ہمارے پیارے امام کی درد بھری دعاؤں کو قبول فرمائے اور ہم سب کے حق میں قبول فرمائے۔ حضور پر اپنا خاص فضل فرمائے اور خاص رحم بھی۔ حضور پر تو اللہ تعالیٰ کے بےشمار فضل اور رحم ہیں۔ مگر اس فضل اور رحم کی کوئی انتہا بھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ حضور کی یہ دردمندانہ التجائیں حضور کے حق میں بھی اور ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔

(حضور انٹرویو الحکم ویب سائٹ 23 اگست 2019ء)

نصیر احمد شاہد۔ فرانس

# توہین مذہب

کچھ عرصہ قبل سیالکوٹ کی ایک فیکٹری کے مسلمانوں نے ایک غیر مسلم سری لنکن مینجر کو توہین مذہب کے الزام پر بہیمانہ تشدد کر کے مار دیا اور پھر اس کی لاش کو جلا دیا۔ اور بڑی اچھل کود اور نعرہ بازی کی کہ عاشقان رسول نے خوب عشق رسول کی مشق ناز کی۔ لیکن ’’راگ وہ گاتے ہیں جو کہ آسماں گاتا نہیں‘‘ کے مصداق یہ لوگ اسلام کے ساتھ پاکستان کو بھی بدنام کر گئے۔ مقتول کے ورثاء کو انصاف ملتا ہے یا نہیں لیکن اسلام پر ایک دفعہ پھر انگلیاں اٹھنے کا موقع دیدیا ان اسلام کے ٹھیکیداروں نے۔

توہین مذہب کا مسئلہ اس زمانہ میں کئی طرح سے ہمارے دیکھتے دیکھتے بار بار اٹھا۔ کبھی مغرب سے کوئی لہر اٹھی آزادیٔ اظہار کے نام پر اور کبھی مشرق سے ردعمل آیا عشق رسول ﷺ کے نام پر۔ دو انتہاؤں کے بیچ اسلام اور بانیٔ اسلام ﷺ کی حرمت و مقام پس کر رہ گیا۔ غیر تو غیر اپنوں نے بھی کوئی کمی نہ کی۔ حالیہ زمانہ میں توہین مذہب اور توہین رسالت کے حوالہ سے چند واقعات کا جائزہ لیتے ہوتے دیکھتے ہیں کہ اسلام نے اس موضوع کو کیسے بیان کیا ہے اور کیا اسکی کوئی سزا بیان کی ہے؟

کچھ سال پہلے سلمان رشدی نے Versets Sataniques کے عنوان سے ایک کتاب لکھی گئی جس سے پیغمبر اسلام ﷺ کی توہین اور مسلمانوں کی دل آزاری مقصود تھی۔ پھر چند سال بعد ایک کارٹون کی خبر کافی گرم تھی جسے ڈنمارک کے ایک اخبار نے شائع کیا۔ اس کے بعد کسی نے قرآن کریم کو جلانے کی سازش کی، ایک ملعون نے اپنے اندرونے گند کے اظہار کو دنیا کے معصوم ترین ہستی کی طرف منسوب کیا۔ اور پھر فرانس کے ایک رسالہ کو پھر ابال آیا اور دوبارہ کارٹون شائع کیا تا جلتی پر تیل انڈھیلا جائے۔

اِس کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا اور شائع کیا گیا اور مظاہروں کے ذریعہ سے بہت سے جذبات کا اظہار کیا گیا۔ بعض لوگوں نے اِس کارٹون کو فن کا شہ پارہ قرار دیا اور بعض نے آزادی کے نام پر سب کچھ کر گزرنے کا حق کہا۔ جبکہ کچھ لوگوں نے سڑکوں پر نکل کر اپنے غیض و غضب کا اظہار ڈنمارک، امریکہ اور دیگر ممالک کے پرچم جلا کر، امریکہ کے صدر کا پتلا جلا کر، اپنے ہی ملک کی املاک کو جلا کر اور توڑ پھوڑ کر کے بلکہ کئی معصوموں کی جان لے کر اور نفرت بھرے نعرے لگا کر کیا۔ اور یہ سب کچھ عشق رسول ﷺ کے مقدس جذبہ کے نام پر کیا گیا۔

مگر بعض لوگوں نے خواہ وہ کم ہی تھے بڑی شرافت، تحمل اور انصاف کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے ردِّعمل کا اظہار کیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک مادر پدر آزاد آزادی کی کوئی اہمیت ہوتی ہے اور نہ کوئی خوبصورتی اور نہ ہی دلیل۔ لیکن چونکہ اِس طرح کی بات پہلی دفعہ نہیں ہوئی بلکہ گاہے بگاہے غیر مسلموں کی طرف سے مختلف صورتوں میں آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں کی مقدس اور قابلِ صد احترام ہستیوں کے بارے میں توہین آمیز تحریرات، بیانات منظرِ عام پر آتے رہتے ہیں لہٰذا مناسب ہے کہ متعلقہ موضوع کی حقیقت جاننے کے خواہشمند لوگوں کی خدمت میں اِس طرح کے مسئلہ کے بارہ میں اسلام کی صحیح تعلیم کو پیش کیا جائے۔

واضح ہو کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے جسے عموماً غلط سمجھا گیا اور منفی طریق سے اسے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے اور بدقسمتی سے بعض مسلمانوں نے اپنے غلط عمل کو اسلام ہی کی حقیقی روح اور مغز کے برخلاف پیش کیا ہے۔ عموماً یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اسلام تحمّل اور برداشت کا مذہب نہیں اور بعض مواقع پر اپنے پیروکاروں کو غیر مسلموں کے خلاف طاقت کے استعمال کی نہ صرف تعلیم بلکہ ترغیب و تحریص دیتا ہے۔ جبکہ درحقیقت اسلام واضح طور پر اور بغیر کسی ابہام کے تحمّل و برداشت اور امن و سلامتی کی تعلیم دیتا ہے۔ قرآن کریم میں آزادیٔ مذہب اور آزادیٔ فکر و اِظہار کا سنہری اصول بیان کرتے ہوئے لَآ اِکۡرَاہَ فِی الدِّیۡنِ (البقرہ:257) کہ دین میں کوئی جبر نہیں اور فَمَنۡ شَآءَ فَلۡیُؤۡمِنۡ وَّمَنۡ شَآءَ فَلۡیَکۡفُرۡ۔۔۔ (الکھف:30) کہ پس جو چاہے وہ ایمان لے آئے اور جو چاہے سو انکار کر دے کہا گیا ہے۔ لہٰذا کسی کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اسلام کو جبر و اِکراہ اور عدمِ برداشت کا الزام دے۔ ہاں قابلِ مؤاخذا وہ ہے جو اِسلام کو غلط رنگ میں پیش کرتا ہے۔

جہاںتک توہین اور اس پر ردّ عمل کا سوال ہے، یاد رہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جس نے اِس مسئلہ کو خوب وضاحت سے بیان کیا ہے۔ قرآن کریم توہین کے مختلف درجے بیان کرتا ہے جو مومنین کی تکلیف کا باعث بنتے ہیں، ان کے جذبات کو مجروح کرتے ہیں اور غم و غصہ کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔ توحیدِ خدا کی توہین، انبیاء کی توہین، دین کی توہین، مذہبی عبادگاہوں کی توہین، کلام الٰہی کی توہین، حضرت مریمؑ کی توہین، عیسیٰؑ کی توہین، قرآن کریم کی توہین اور توہینِ رسالت ﷺ۔ پھر قرآن کریم مختلف حالات کو بیان کرتا ہے جہاں مسلمان توہین آمیز سلوک اور گالیوں کا سامنا کریں گے۔ لیکن بغیر کسی اِستثناء کے کبھی بھی منفی ردّ عمل اور تشدّد کی اجازت نہیں دی۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اِس موضوع کے حوالے سے یہاں قرآن کریم کی بعض آیات کو بیان کر دیا جائے۔

سورت النساء آیت 141 میں فرمایا: ’’اور یقیناً اس نے تم پر کتاب میں یہ حکم اتارا ہے کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے یا ان سے تمسخر کیا جا رہا ہے تو ان لوگوں کے پاس نہ بیٹھو۔ یہاں تک کہ وہ اس کے سوا کسی اور بات میں مصروف ہو جائیں ضرور ہے کہ اس صورت میں تم معاً اُن جیسے ہی ہو جاؤ۔ یقیناً اللہ سب منافقوں اور کافروں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے‘‘

سورت الانعام آیت 69 میں فرمایا: ’’اور جب تو دیکھے ان لوگوں کو جو ہماری آیات سے تمسخر کرتے ہیں تو پھر ان سے الگ ہو جا، یہاںتک کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں۔ اور اگر کبھی شیطان تجھ سے اس معاملہ میں بھول چوک کروا دے تو یہ یاد آجانے پر ظالم قوم کے ساتھ نہ بیٹھ‘‘

دیکھیں ان آیات میں توہین جیسے بھیانک عمل کا کتنا خوبصورت جواب دیا گیا ہے۔ یاد رہے کہ اسلام کسی کو بھی یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ توہین کے مرتکب کو سزا دے۔ بلکہ یہ اعلان کرتا ہے کہ اپنی بیزاری کا اظہار اس جگہ کو چھوڑ دینے سے کیا جائے۔ قرآنِ کریم نے اِس کے علاوہ اور کوئی طریقِ کار وضع نہیں کیا۔ بلکہ توہین کے مرتکب کے خلاف مستقل بائیکاٹ کی تعلیم بھی نہیں دی گئی۔

اِس کے علاوہ خدا کی توہین کے مسئلہ کا ذکر ایک فرضی سوال اُٹھا کے سورت الانعام آیت 109 میں یوں کیا گیا ہے: ’’اور تم ان کو گالیاں نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں ورنہ وہ دشمنی کرتے ہوئے بغیر علم کے اللہ کو گالیاں دیں گے۔ اِسی طرح ہم نے ہر قوم کو ان کے کام خوبصورت بنا کر دکھائے ہیں۔ پھر ان کے رب کی طرف ان کو لوٹ کر جانا ہے۔ تب وہ انہیں اس سے آگاہ کرے گا جو وہ کیا کرتے تھے‘‘

ان آیات میں مسلمانوں کو مخاطب کیا گیا ہے اور انہیں بتوں اور خیالی خداؤں کی توہین سے بھی منع کیا گیا ہے۔ کیونکہ اگر مسلمان دوسروں کے جھوٹے اور خیالی معبودوں کی توہین کریں گے تو جواباً وہ بھی ان کے خدا کو برا کہیں گے۔ اور پھر یہاں کسی قسم کی کوئی سزا بھی تجویز نہیں کی گئی۔ غور کریں تو اِس تعلیم میں ایک بہت بڑی حکمت پنہاں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر ایک فریق دوسرے کے روحانی جذبات اور احساسات مجروح کرنے کا جرم کرے تو قطعہ نظر فریقِ اوّل کے عقائد و نظریات کے، فریقِ ثانی کو بھی، زیادتی کئے بغیر، اُسی طرح کے ردّ عمل کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

پھر قرآن کریم میں حضرت مریمؑ اور حضرت عیسیٰؑ کی توہین کے حوالے سے بھی یوں مذکور ہے: ’’اُن کے کفر کی وجہ سے اور اُن کے مریم کے خلاف ایک بہت بڑے بہتان کی بات کہنے کی وجہ سے۔۔۔‘‘ اِس آیت میں یہودیوں کے اُس رویہ کا ذکر کیا گیا ہے جو انہوں نے عیسیٰؑ کے زمانہ میں اختیار کیا تھا۔ اور حضرت مریمؑ کی عصمت و پاکیزگی اور حضرت عیسیٰؑ کی پاک ولادت کے بارہ میں انتہائی نازیبا اِتہامات لگائے تھے۔ لیکن اِس کے باوجود کسی جسمانی سزا کا ذکر نہیں کیا گیا۔

ایک اور بات کا ذکر خالی اَز دلچسپی نہ ہو گا۔ وہ یہ ہے کہ ایک طرف تو عیسیٰؑ اور آپ کی والدہ کے خلاف یہودیوں کے انتہائی نامناسب رویہ کی بنا پر اُنہیں مجرم ٹھہرایا ہے تو دوسری طرف عیسائیوں کو اِس بنا پر متہم کیا کہ انہوں نے عیسیٰ کو جو ایک فانی عورت سے پیدا ہوئے خدا کا بیٹا قرار دیا۔ عیسائیوں کے اِس عقیدہ کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے: ’’اور وہ ان لوگوں کو ڈرائے جنہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنا لیا ہے۔ ان کو اس کا کچھ بھی علم نہیں، نہ ہی ان کے آباء و اَجداد کو۔ بہت بری بات ہے جو اُن کے مونہوں سے نکلتی ہے۔ وہ جھوٹ کے سوا کچھ نہیں کہتے‘‘ (الکھف: 5-6)

آخر پر اِس موضوع میں سب سے زیادہ نازک حصہ کا ذکر کرنا ہے۔ انتہائی نازک اِس لئے کہ مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ توہینِ رسالت کا معاملہ خدا کی توہین سے بھی زیادہ اہمیت اور توجہ کا حامل ہے۔ عرض ہے کہ قرآن کریم میں توہینِ رسالت کا ایک تاریخی واقعہ درج ہے جو رئیس المنافقین عبد اللہ بن اُبَی بن سلول سے متعلق ہے۔ ایک غزوہ سے واپسی پر اُس نے علی الاعلان کہا کہ مدینہ پہنچ کر سب سے معزز انسان سب سے ذلیل انسان کو مدینہ سے نکال دے گا۔ قرآن کریم اِس خبیث انسان کے الفاظ کو کوٹ کرتے ہوئے کہتا ہے: ’’وہ کہتے ہیں اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹیں گے تو ضرور وہ جو سب سے زیادہ معزز ہے اُسے، جو سب سے زیادہ ذلیل ہے، اس میں سے نکال باہر کرے گا‘‘ (المنافقون:9) تمام لوگوں نے

خوب سمجھ لیا کہ یہ اپنے آپ کو سب سے معزز قرار دے رہا ہے اور رسول کریم ﷺ کی شان میں انتہائی گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ اِس بنا پر صحابہ کرامؓ غم و غصہ سے بھرے ہوئے تھے۔ اگر آنحضرت ﷺ نے سزا کا اشارہ بھی کیا ہوتا تو اس کی گردن مار دی جاتی۔ روایات میں آتا ہے کہ اِسی رئیس المنافقین کا اپنا بیٹا عبد اللہؓ جو بہت مخلص صحابی تھا، حضور ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اَور عرض کیا کہ مجھے اپنے باپ کو اپنے ہی ہاتھوں قتل کرنے کا اجازت دی جائے۔ مگر سرورِ دو عالم ﷺ نے اِس کی اجازت نہ دی۔ اِس واقعہ کے بعد یہ شخص مدینہ میں آزادی سے زندگی گزارتا رہا۔ جب یہ فوت ہوا تو تمام لوگوں کو اس بات سے حیرانی ہوئی کہ نبی کریم ﷺ نے اس کے بیٹے کو اپنی قمیض اس کے کفن کے لئے دی۔ حالانکہ یہ ایسی خوش قسمتی کی بات تھی کہ ہر صحابیٔ رسول اس کی تمنا رکھتا تھا۔ مزید برآں حضور ﷺ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا فیصلہ بھی فرما لیا۔ اس پر تو سب کے سب صحابہؓ تڑپ اُٹھے۔ وہ تو اس کی گستاخیوں کی وجہ سے اسے کبھی بھی معاف کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔ ان میں وہ وجود بھی شامل تھا جو بعد میں آپ کا خلیفہ ہوا یعنی حضرت عمرؓ۔ آپؓ نے مسلمانوں کے مجروح جذبات کی ترجمانی کی۔ روایات میں آتا ہے کہ جب آنحضور ﷺ اس کی نمازِ جنازہ کے لئے چلے تو حضرت عمرؓ نے آپ کا رستہ روک لیا اور قرآنی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے فیصلہ بدلنے کی درخواست کی۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان منافقین کو خدا کبھی معاف نہیں فرمائے گا خواہ آپ ان کے لئے 70 مرتبہ بھی بخشش طلب کریں۔ یاد رہے کہ عربی میں ستر مرتبہ کا مطلب ہے بے شمار مرتبہ۔ لیکن اس رحمتِ مجسم ﷺ نے فرمایا: اے عمر میرا رستہ چھوڑ دو میں بہتر سمجھتا ہوں مجھے کیا کرنا ہے۔ میں اس کے لئے خدا سے ستر مرتبہ سے زائد بخشش مانگ لوں گا۔ اِس کے بعد آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ (بخاری)

میں سمجھتا ہوں یہ واقعہ ان لوگوں کے لئے کافی ہونا چاہئے جو سنت رسول ﷺ سے ہٹ کر اور اس کے برخلاف توہینِ رسالت کے مرتکب کے لئے سزائے موت کا اعلان بڑی شدّ و مدّ سے کرتے ہیں۔

علاوہ ازیں قرآن کریم بعض مخالفینِ اسلام کا تکلیف دِہ رویہ بطور پیشین گوئی کے یوں بیان کرتا ہے: ’’اور تم ضرور ان لوگوں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان سے جنہوں نے شرک کیا، بہت تکلیف دِہ باتیں سنو گے‘‘ (آل عمران: 187)

پھر اسلام کے مخفی دشمنوں اور منافقین کا ذکر کرتے ہوئے قرآن کریم بیان کرتا ہے: ’’وہ تم سے برائی کرنے میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ وہ پسند کرتے ہیں کہ تم مشکل میں پڑو۔ یقیناً بغض ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکا ہے اور جو کچھ ان کے دل چھپاتے ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہے۔ یقیناً ہم تمہارے لئے آیات کھول کھول کر بیان کر چکے ہیں اگر تم عقل رکھتے ہو۔ تم ایسے عجیب ہو کہ ان سے محبت کرتے ہو جبکہ وہ تم سے محبت نہیں کرتے اور تم ساری کتاب پر ایمان لاتے ہو۔ اور جب وہ تم سے ملتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اور جب الگ ہوتے ہیں تو تمہارے خلاف غیظ سے اپنی انگلیوں کے پورے کاٹتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ اپنے ہی غصہ سے مر جاؤ۔ یقیناً اللہ سینہ کی باتوں کا خوب علم رکھتا ہے‘‘ (آل عمران: 119- 120)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم کی سورت النساء آیت 47 میں بعض شاطر دشمنانِ اسلام کا آنحضرت ﷺ کے بارے میں پیچدار، تکلیف دِہ اور طنز یہ اندازِ تکلم کا ذکر کرتا ہے مگر وہاں بھی کسی قسم کی سزا کا کوئی ذکر تک نہیں۔ ہاں خدا کی طرف سے ناراضگی کا ذکر ہے اور انہیں یہ نصیحت کی گئی ہے کہ وہ اپنی بات وضاحت سے کہا کریں۔ پھر سورت المائدہ آیت 58 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اہلِ کتاب اور غیر مسلموں میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو تمہارے دین کو تمسخر کا نشانہ بناتے ہیں اور کھیل تماشہ گردانتے ہیں۔ لیکن اِس آیت کے آخر پر بھی مسلمانوں کو خدا کی حفاظت حاصل کرنے کی نصیحت کی گئی ہے۔

ایک مرتبہ ایک یہودی عالم سے آنحضرت ﷺ نے کچھ قرض لیا۔ لیکن مقررہ تاریخ سے پہلے ہی وہ قرض کے تقاضا کے لئے آپ کے پاس آ گیا۔ اور اِنتہائی گستاخانہ طریق سے بات کرنے لگا۔ اِس پر صحابہ کرامؓ میں غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ ان میں حضرت عمرؓ بھی موجود تھے۔ آپ کی آنکھیں غصہ سے سرخ ہوگئیں اور اسے کہنے لگے کہ اگر مجھے آنحضرت ﷺ کا پاس نہ ہوتا تو میں تجھے اس گستاخی کی سزا دیتا۔ مگر اس نے انتہائی گستاخی سے آنحضرت ﷺ کے گریبان سے پکڑ کر گالی گلوچ کرتے ہوئے اپنے قرض کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اِس پر آنحضرت ﷺ نے عمرؓ کی حالت بھانپتے ہوئے فرمایا کہ غصہ کرنے کی بجائے اِس وقت تمہیں مجھے حسنِ ادا کی نصیحت کرنی چاہئے اور اِسے حسنِ تقاضا کی۔ پھر آنحضرت ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ارشاد فرمایا کہ اسے اس کا قرض ادا کر دو۔ نیز یہ بھی فرمایا کہ تم نے اس سے جو سختی کی ہے اس کے بدلہ میں اسے 20 زیادہ دینا۔

حضرت عمر نے جب قرض کی ادائیگی کے ساتھ 20 زیادہ دئے تو وہ یہودی عالم پوچھنے لگا کہ یہ زیادہ کیوں؟ اِس پر حضرت عمرؓ نے بتایا کہ میں نے جو تم سے سخت کلامی کی تھی اس کے بدلہ میں آنحضرت ﷺ نے تمہیں زیادہ دینے کا ارشاد فرمایا تھا۔ اِس اسوہ حسنہ کا اس یہودی پر اتنا اثر ہوا کہ وہیں پر کلمہ ٔشہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

تو یہ ہے قرآنی تعلیم اور آنحضرت ﷺ کا عمل توہینِ رسالت کے معاملہ میں! لہٰذا مسلمانوں کا فرض بنتا ہے کہ ہر صورت میں قرآن اور محمد رسول اللہ ﷺ کے طرزِ عمل کو اپنائیں۔ صحابہ کرامؓ کو جو محبت اپنے پیارے آقا ﷺ سے تھی اس کی تو کوئی مثال ہی نہیں ملتی۔ مگر آج ہم عالم اسلام میں مسلمانوں کی طرف سے ایسے معاملات میں سنتِ نبوی ﷺ کے مطابق کوئی بھی ردّ عمل نہیں دیکھتے۔ کیونکہ ہم حضور ﷺ کے زمانہ میں توہینِ رسالت کے کسی مرتکب کا گھر جلتا ہوا نہیں دیکھتے اور نہ ہی کسی کو سزا ملتی دیکھتے ہیں۔ نہ ہی کسی کو قتل کیا گیا تھا اور نہ ہی کسی کے خلاف قتل کا فتویٰ جاری ہوا تھا۔ کسی کے قتل کے بارے میں نہ ہی نعرے لگائے گئے اور نہ ہی پبلک جائیدادیں جلائی گئی تھیں۔

کیا آنحضرت ﷺ کے زمانے کا اسلام صحیح تھا یا تشدد پسند ملّانوں کا بیان کردہ آج کا اسلام؟ کیا حضور اَکرم ﷺ کے صحابہؓ اِسلام کے ساتھ زیادہ مخلص اور وفادار تھے یا مذہبی ٹھیکیداروں کے اُکسائے ہوئے آج کے جنونی لوگ؟

ماضی کی طرح اِس توہین آمیز حرکت سے بھی ہم بے چین اور مجروح ہیں۔ ہمارے دل زخمی ہیں اور ہمارے سینے چھلنی! ہم خدا کے حضور دعا گو ہیں کہ وہ ہماری مدد کے لئے آئے اور ہم اللہ تعالیٰ سے عاجزانہ اِلتجاء کرتے ہیں کہ ہمارے محبوب نبی ﷺ پر اپنی رحمتوں اور برکتوں کی بارش برسائے!

قرآنِ کریم کی تعلیمات کے مطابق ایسے حالات میں ہم اپنے غم والم کا اظہار جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی کے الفاظ میں یوں کرتے ہیں: ’’۔۔۔کفار نے رسول کریم ﷺ کے خلاف بہتانات گھڑے اور خلقِ کثیر کو اِس اِفتراء کے ذریعہ سے گمراہ کیا۔ کسی چیز نے میرے دل کو اتنی ایذاء نہیں پہنچائی جتنی محمد مصطفی ﷺ کی شان میں ان کے استھزاء اور خیرالوریٰ کی ہتک عزت نے۔ بخدا اگر میرے سارے بچے، میری اولاد اور میری اولاد در اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے اپنے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال دی جائے اور مجھے میری تمام مرادوں سے محروم دیا جائے، تو مجھ پر یہ صدمہ اس (توہین رسالت) سے زیادہ بھاری نہ ہوتا۔ اے میرے رب ہمارے طرف اور ہماری حالتِ ابتلاء کی طرف نگاہِ کرم کر اور ہمارے گناہ بخش اور ہماری خطائیں معاف فرما۔

(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 15 )

مگر اِس کے باوجود ہم ان مزعومہ فنکاروں اور آزادیٔ ضمیر کے علمبرداروں کو متنبہ کرتے ہیں کہ کچھ خدا خوفی کرو! لاکھوں امن پسند مسلمانوں کے جذبات کو مجروح نہ کرو، جو اپنے غم و غصہ کو خدا کے حضور آنسو بہاتے ہوئے دبالیتے ہیں۔ اِسی طرح ہزاروں غیر مسلم شرفاء ایسے بھی ہیں جو اِیسی حرکت کو ناپسند کرتے ہیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ جو قادر و توانا ہے، اگر وہ چاہے تو تمہیں سزا بھی دے سکتا ہے۔ مگر ہم دوسرے لوگوں کو بھی کہتے ہیں کہ اگر تم خدا پر کوئی ایمان نہیں رکھتے، پھر بھی براہِ مہربانی، دنیا کے امن کیلئے آئندہ ایسی بات سے باز رہیں۔

آج کا یورپ جو کہ باقی دنیا سے زیادہ مہذب ہے اور یورپین لوگ دوسروں کی تکالیف و آلام کے معاملہ میں زیادہ حسّاس ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ لوگ ذہنی اور نفسیاتی تکلیف سے بھی صرفِ نظر نہیں کرتے۔ اور ان مسائل کا سنجیدگی سے حل تلاش کرتے ہیں۔ لیکن انتہائی تکلیف دِہ امر یہ ہے کہ اسی یورپ کے بعض لوگ آزاد اِظہار کو بطور خاص اسلام اور نبیٔ اسلام ﷺ کے خلاف استعمال کرتے ہیں۔ بعض اوقات لگتا ہے کہ یورپ کے یہ لوگ کہیں کسی سے متاثّر نہ ہوتے ہوں۔ جو بھی وجہ ہو، یہ حقیقت ہے کہ ایسی باتوں سے یورپ اور یورپین لوگوں کی امن پسند ساکھ ضرور مجروح ہوتی ہے۔ ہم اپنے آپ سے سوال کرتے ہیں کہ ماضی میں توہین آمیز تحریرات و کتب لکھنے والوں کی طرح ڈنمارک کے اِس کارٹونسٹ نے کیا پایا؟ اُن لوگوں نے کیا حاصل کیا جنہوں نے اس کی تائید کی؟ اور اُن ملکوں اور لوگوں نے بھی کیا حاصل کر لیا جنہوں نے اِس کے حق میں آزاد اِظہار کے نعرے لگائے؟ کچھ بھی تو حاصل نہیں ہوا! ہاں زیاں بہت ہوا ہے!! افسوس صد افسوس!!!

جماعت احمدیہ مسلمہ کے بانی، اپنی آخری کتاب ’’پیغامِ صلح‘‘ میں اِس مضمون کے حوالہ سے اسلام کے سنہری اصول کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں: ’’اِسلام وہ پاک اور صلح کار مذہب تھا جس نے کسی قوم کے پیشوا پر حملہ نہیں کیا۔ اور قرآن وہ قابلِ تعظیم کتاب ہے جس نے قوموں میں صلح کی بنیاد ڈالی۔ اور ہر ایک قوم کے نبی کو مان لیا اور تمام دنیا میں یہ فخر خاص قرآنِ شریف کو حاصل ہے جس نے دنیا کی نسبت ہمیں یہ تعلیم دی کہ لَانُفَرِّقُ بَیۡنَ اَحَدٍ مِّنۡھُمۡ ۫ وَنَحۡنُ لَہٗ مُسۡلِمُوۡنَ (آل عمران: 85) یعنی تم اَے مسلمانوں! یہ کہو کہ ہم دنیا کے تمام نبیوں پر ایمان لاتے ہیں۔ اور اُن

میں تفرقہ نہیں ڈالتے کہ بعض کو مانیں اور بعض کو رد کر دیں۔ اگر ایسی صلح کار کوئی اور الہامی کتاب ہے تو اس کا نام لو۔ قرآن کریم نے خدا کی عام رحمت کو کسی خاندان کے ساتھ مخصوص نہیں کیا۔ اسرائیلی خاندان کے جتنے نبی تھے کیا یعقوبؑ اور کیا اسحاقؑ اور کیا موسیٰؑ اور کیا داؤدؑ اور کیا عیسیٰؑ سب کی نبوّت کو مان لیا۔ اور ہر ایک قوم کے نبی خواہ ہند میں گزرے ہیں اور خواہ فارس میں، کسی کو مکّار اور کذّاب نہیں کہا۔ بلکہ صاف طور پر کہہ دیا کہ ہر ایک قوم اور بستی میں نبی گذرے ہیں۔ اور تمام قوموں کے لئے صلح کی بنیاد ڈالی۔ مگر افسوس کہ اِس صلح کے نبی کو ہر یک قوم گالی دیتی ہے اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہے۔‘‘

ہمیں یقین ہے کہ تمام قوموں کی قابلِ احترام ہستیوں اور بطور خاص سب انبیاء کے بارے میں باہمی احترام کا یہ سنہری اصول، پوپ بینیڈکٹ کے حالیہ اشتعال انگیز بیان کے باوجود، انشاء اللہ، دنیا میں امن، برداشت اور تحمل کے عالمگیر ماحول کو پیدا کرنے میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ کیونکہ تاریخ شاہد ہے کہ پہلے بھی عیسائیوں کی طرف سے سوچی سمجھی سکیموں کے تحت متعدد بار اسلام کے خلاف حیلوں بہانوں سے بالواسطہ یا بلاواسطہ زہرافشانی کی گئی اور اپنے گھر کی تاریخ کو تجاہل عارفانہ کے طور پر فراموش کرتے ہوئے یورپ کے رہنے والوں کو اسلام سے بدظن کیا تا کہ باوجود اسلام کی بے انتہاء خوبیوں کے اس کی طرف مغربی معاشرہ مائل نہ ہو۔ کبھی نبیٔ اسلام ﷺ کے پاک ومطہر وجود پر گندے الزامات لگا کر تو کبھی آپ ﷺ کی طرف ظلم وجبر منسوب کر کے۔ کبھی آپ ﷺ کے صحابہ کو جنگجو اور خونخوار کہہ کر تو کبھی تعددِ ازدواج کا طعنہ دے کر۔ کبھی قرآن کریم جیسی کامل ومکمل اور لاثانی کتاب میں کیڑے نکالنے کی کوشش کر کے تو کبھی اسلامی تعلیمات کو خلافِ عقل بیان کر کے۔۔۔ ’’جو چاہے آپ کا حسنِ کرشمہ ساز کرے‘‘

آپ مزید فرماتے ہیں: ’’اِس زمانہ میں جو مذہب اور علم کی نہایت سرگرمی سے لڑائی ہو رہی ہے اس کو دیکھ کر اور علم کے مذہب پر حملے مشاہدہ کر کے بے دل نہیں ہونا چاہئے کہ اب کیا کریں۔ یقیناً سمجھو کہ اس لڑائی میں اسلام کو مغلوب اور عاجز دشمن کی طرح صلح جوئی کی حاجت نہیں بلکہ اب زمانہ اسلام کی روحانی تلوار کا ہے۔۔۔ یہ پیشگوئی یاد رکھو کہ عنقریب اس لڑائی میں۔۔۔ دشمن ذلت کے ساتھ پسپا ہوگا اور اسلام فتح پائے گا‘‘

(آئینہ کمالاتِ اسلام صفحہ 256 حاشیہ)

نیز آپؑ نے فرمایا: ’’یہ لوگ یاد رکھیں کہ ان کی عداوت سے اسلام کو کچھ بھی ضرر نہیں پہنچ سکتا۔ کیڑوں کی طرح خود ہی مر جائیں گے۔ مگر اسلام کا نور دن بدن ترقی کرے گا‘‘

(تبلیغ رسالت جلد دوم صفحہ 92)

اِس سلسلہ میں آپ فرماتے ہیں: ’’میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلّی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنے خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔ مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئیگی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا۔۔۔ اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں۔ نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا۔ اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ جو سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا۔۔۔ قریب ہے کہ سب مِلّتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا اور نہ کُند ہوگا جب تک کہ دجّالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔۔۔ لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر نور اتارنے سے‘‘

(تبلیغ رسالت جلد ششم صفحہ 8)

اسلام کی اِسی پُر امن تعلیم کا علَم لئے جماعت احمدیہ کا قافلہ انشاء اللہ تعالیٰ غلبہءِ اسلام کی منزل کی طرف رواں دواں رہے گا اور کسی حربے کو یہ تاب نہیں کہ اس مہم میں رخنہ ڈال سکے۔ کیونکہ بالآخر دنیا دیکھ لے گی کہ اسلام ہی امن وسلامتی اور صلح وآشتی کا وہ عالمگیر مذہب ہے جو دنیا کو اس کے مسائل کا حل پیش کر کے اسے امن کا گہوارہ بنا سکتا ہے۔ خدا کرے ایسا ہی ہو۔ آمین۔

اس مضمون کے اختتامیہ سے پہلے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ توہین مذہب کی سزا کے قانون سازوں نے، شائد ملائیت کے زیر اثر، قانون میں ایک سقم رکھا تا ملائیت جیسے چاہے ظلم ڈھائے اور اس چور دروازے سے جس کی چاہے جان لے لے اور ہاتھوں پر خون ناحق ہوتے ہوئے سزا سے بچ جائے۔ اگر قانون میں یہ شق بھی ہوتی کہ توہین مذہب کا الزام لگانے والے اگر جھوٹے نکلے تو انکو بھی توہین مذہب کی ہی سزا ملے گی۔ اور پھر کوئی جھوٹے الزام لگانے والے سزا بھی پاتے تو پھر کسی کو اسلام کے نام پر من مانی، ذاتی دشمنیوں اور نفسانی آرزوؤں کو پورا کرنے کا موقعہ نہ ملتا۔ لیکن

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے کچھ پیش کیا جاتا ہے۔

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے
سب پاک ہیں پیمبر اِک دوسرے سے بہتر
لیک از خدائے برتر خیرالوریٰ یہی ہے
پردے جو تھے ہٹائے اندر کی راہ دکھائے
دل یار سے ملائے وہ آشنا یہی ہے
وہ یار لا مکانی، وہ دلبر نہانی
دکھا ہے ہم نے بس سے بس فیصلہ یہی ہے
حق سے جو حکم آئے اس نے وہ کر دکھائے
جو راز تھے بتائے نعم العطاء یہی ہے
جو رازِ دیں تھے بھارے اس نے بتائے سارے
دولت کا دینے والا فرماں روا یہی ہے

---

بقیہ: حقیقی توبہ کی شرائط...... از صفحہ 11

## ساتویں شرط۔ اپنے نفس کو نیکی کی طرف رغبت دلائے

اس اہم شرط پر آپؓ نے اس طرح روشنی ڈالی ہے:۔

’’ساتویں شرط یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کو نیکی کی طرف رغبت دلانا شروع کر دے۔ اور اپنے دل کو پاکیزہ بنانے کی کوشش کرے۔ تا کہ آئندہ ہر قسم کے نیک کاموں میں وہ دلی شوق سے حصہ لے سکے۔

یہ سات باتیں توبہ کے لئے ضروری ہیں۔ جب تک یہ تمام شرائط نہ پائی جائیں کوئی توبہ مکمل نہیں کہلا سکتی۔‘‘

### توبہ کے بارہ میں ایک اعتراض کا جواب

توبہ کے بارہ میں ہونے والے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں:۔

’’بعض لوگ توبہ کے مسئلہ کے متعلق اپنی نادانی سے یہ خیال کرتے ہیں کہ توبہ کا دروازہ کھولنے سے بدی کا دروازہ بھی ساتھ ہی کھل جاتا ہے۔ اور بجائے اخلاق میں ترقی کرنے کے انسان بد اخلاق کے ارتکاب پر اَور بھی دلیر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ میں جب چاہوں گا۔ توبہ کرلوں گا اور خدا سے صلح کرلوں گا۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط اور توبہ کی حقیقت کو نہ سمجھنے کا نتیجہ ہے۔ ’’جب چاہوں گا توبہ کرلوں گا‘‘ کا خیال کبھی ایک عقلمند انسان کے دل میں پیدا ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اُسے کیا معلوم ہے کہ میں کب مروں گا۔ اگر اچانک موت آجائے تو توبہ کس وقت کرے گا۔

علاوہ ازیں توبہ کی حقیقت کو یہ لوگ نہیں سمجھتے۔ توبہ کوئی آسان امر نہیں اور نہ انسان کے اختیار میں ہے کہ وہ جب چاہے اپنی مرضی سے توبہ کرلے۔ کیونکہ توبہ اُس عظیم الشان تغیر کا نام ہے جو انسان کے قلب کے اندر پیدا ہوکر اُس کو بالکل گداز کر دیتا اور اُس کی ماہیت کو ہی بدل ڈالتا ہے۔

توبہ کے معنے جیسا کہ اوپر بتایا جاچکا ہے اپنے پچھلے گناہوں پر شدید ندامت کا اظہار کرنے اور آئندہ کے لئے پورے طور پر خدا تعالیٰ سے صلح کر لینے اور اپنی اصلاح کا پختہ عہد کر لینے کے ہیں۔ اب یہ حالت یکدم کس طرح پیدا ہوسکتی ہے۔ یہ حالت تو ایک لمبی کوشش اور محنت کے نتیجہ میں پیدا ہوگی۔ ہاں شاذ ونادر کے طور پر یکدم بھی پیدا ہوسکتی ہے۔ مگر جب بھی ایسا ہوگا۔ کسی عظیم الشان تغیر کی وجہ سے ہوگا جو آتش فشاں مادہ کی طرح اُس کی ہستی کو ہی بالکل بدل دے۔ اور ایسے تغیرات بھی انسان کے اپنے اختیار میں نہیں ہیں۔ پس توبہ کی وجہ سے کوئی شخص گناہ پر دلیر نہیں ہوسکتا۔ بلکہ توبہ اصلاح کا حقیقی علاج اور مایوسی کو دُور کرنے کا ایک زبردست ذریعہ ہے جو انسان کو کوشش اور ہمت پر اکساتا ہے۔ اور یہ دھوکا کہ توبہ گناہ پر اکساتی ہے محض عربی زبان کی ناواقفیت اور اِس خیال کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے کہ توبہ اس امر کا نام ہے کہ انسان کہہ دے کہ یا اللہ میرے گناہ معاف کر حالانکہ گناہوں کی معافی طلب کرنے کا نام توبہ نہیں بلکہ استغفار ہے۔ توبہ گناہوں کی معافی طلب کرنے کو نہیں کہتے۔ بلکہ گناہوں کی معافی سچی توبہ کا صحیح نتیجہ ہوتا ہے۔ اور اس دروازہ کو کھول کر اسلام نے انسانی رُوح کو مایوسی کا شکار ہونے سے بچالیا ہے بلکہ اُس کے لئے لامتناہی ترقیات کا دروازہ کھول دیا ہے کیونکہ جب انسان کو معلوم ہوجائے کہ اُس کے لئے ترقی کا دروازہ کھلا ہے اور وہ بھی پاکیزگی حاصل کرسکتا اور خدا کا مقرب بن سکتا ہے تو وہ ہمت نہیں ہارتا اور اپنی اصلاح کی فکر میں لگا رہتا ہے اور آخر وہ اِس مقصد میں کامیاب ہوجاتا ہے اور اُس کی رُوح ہر قسم کی سفلی آلائشوں سے پاک ہوکر عالم بالا کی طرف پرواز کرنے لگتی ہے۔‘‘

(تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 577-579)

اللہ تعالیٰ کے حضور عاجزانہ دعا ہے کہ وہ محض اپنے فضل سے حضرت مصلح موعودؓ کے ان پاکیزہ اور انمول ارشادات کو سمجھنے اور ان کے مطابق ہمیں اپنی اصلاح کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بشارت احمد شاہد۔ نمائندہ الفضل آن لائن۔لٹویا

# حقیقی توبہ کی شرائط اور اُس کے گہرے معانی

توبہ یا توبہ واستغفار کا لفظ تو ہم نے بارہا سنا ہوگا۔ مگر توبہ کیا ہے، حقیقی اور سچّی توبہ کسے کہتے ہیں؟ اس کے بارہ میں انسان کو شاید ہی کبھی غور وفکر کا موقع ملا ہو۔ کیونکہ دنیا میں ایسے بہت سے لوگ پائے جاتے ہیں جو توبہ کی حقیقت سے بے خبر ہوتے ہیں اور وہ صرف مُنہ سے ''توبہ، توبہ'' یا ''میری توبہ'' کہہ دینے کو ہی توبہ سمجھ لیتے ہیں۔ حالانکہ یہ بہت اہم اور نازک مسئلہ ہے اور گناہوں کی مغفرت کے لئے توبہ کی بڑی اہمیّت ہے، نیز ایمان اور اعمال صالح کا حصول بھی اِس کے بغیر ممکن نہیں۔ سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی معرکۃ الآراء تفسیر قرآن یعنی تفسیر کبیر میں اس موضوع پر سیر حاصل بحث فرمائی ہے۔ آج کے اس مضمون میں توبہ کے حقیقی مفہوم سے متعلق اُن پاکیزہ معارف کا ذکر کرنا مقصود ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ قارئین الفضل حضرت مصلح موعودؓ کے ان دلربا اور پاکیزہ خیالات سے محظوظ ہوئے بغیر نہیں رہ سکیں گے۔ انشاء اللہ۔ حضورؓ فرماتے ہیں:۔

''اس (توبہ۔ ناقل) کے لئے سات امور کا ہونا ضروری ہے اور جب تک وہ سارے کے سارے موجود نہ ہوں اُسوقت تک توبہ کبھی بھی صحیح معنوں میں توبہ نہیں کہلا سکتی۔''

## پہلی شرط – احساسِ ندامت

حضورؓ فرماتے ہیں:۔

''چنانچہ توبہ کے لئے پہلی شرط تو یہ ہے کہ انسان اپنے گذشتہ گناہوں کو یاد کرکے اور اُن کو اپنے سامنے لاکر اسقدر نادم ہو کہ گویا پسینہ پسینہ ہو جائے۔''

## دوسری شرط۔ جو فرائض ادا نہ ہو سکے ہوں، اُن کو ادا کرنے کی کوشش کرنا

آپؓ فرماتے ہیں:۔

''دوسری شرط یہ ہے کہ پچھلے فرائض جسقدر رہ چکے ہیں اُن میں سے جن کو ادا کیا جاسکے اُن کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً اگر صاحبِ استطاعت ہونے کے باوجود اُس نے حج نہیں کیا تھا تو اَب حج کرلے یا اگر زکوٰۃ نہیں دی تھی تو ساری عمر کو جانے دے اُسی سال کی زکوٰۃ دے دے۔''

## تیسری شرط۔ گذشتہ گناہوں کے ازالہ کی کوشش کرنا

تیسری شرطِ توبہ پر روشنی ڈالتے ہوئے آپؓ یوں رقم طراز ہیں:۔

''تیسری شرط یہ ہے کہ پچھلے گناہوں میں سے جن کا ازالہ ممکن ہو اُن کا ازالہ کرنے کی کوشش کرے۔ مثلاً اگر کسی کی بھینس چُرا کر اُس نے اپنے گھر رکھّی ہوئی ہو تو اُسے واپس کر دے۔''

## چوتھی شرط۔ اگر کسی کو کوئی دُکھ دیا ہو تو اُس کا ازالہ کرنا

اِس شرط کو بیان کرکے، اُس کی تائید اور مزید وضاحت میں حضرت مصلح موعودؓ نے ایک بڑے اہم تاریخی واقعہ کا ذکر فرمایا ہے۔ آپؓ فرماتے ہیں:۔

''چوتھی شرط یہ ہے کہ جس شخص کو کوئی دُکھ پہنچایا ہو اُس کے دُکھ کا ازالہ کرنے کے علاوہ اُس سے معافی طلب کرے۔ یہ ایک باریک رُوحانی مسئلہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے بندوں کے گناہوں کی معافی کے لئے یہ شرط رکھی ہے کہ اُن کے متعلق بندوں سے ہی معافی طلب کی جائے اور اگر وہ معاف کردیں تو پھر خدا تعالیٰ اُن کا مؤاخذہ نہیں کرتا۔ شبلیؒ ایک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں وہ خلافتِ عباسیہ کے دَور میں کسی علاقہ کے گورنر تھے۔ ایک دفعہ وہ کسی کام کے سِلسلہ میں بادشاہ سے مشورہ کرنے کے لئے بغداد آئے۔ انہی دنوں ایک بہت بڑا جرنیل ایران کی مہم میں کامیابی حاصل کرکے واپس آیا اور بادشاہ نے اُس کے اعزاز میں دربار خاص منعقد کیا اور فیصلہ کیا کہ بھرے دربار میں اُسے خلعتِ فاخرہ دی جائے اور اُس کی عزّت افزائی کی جائے۔ اتفاق سے اس روز اُسے نزلہ کی شکایت تھی۔ جب اُسے خلعت دیا گیا اور دربار میں چاروں طرف سے اُس پر پھول برسائے جانے لگے تو اُسے چھینک آ گئی۔ اور ناک سے پانی بہ پڑا۔ اُس نے جلدی سے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا۔ مگر رومال موجود نہیں تھا۔ یہ دیکھ کر اُس نے گھبراہٹ میں اُسی خلعت سے اپنی ناک پونچھ لی۔ بادشاہ نے اُسے دیکھ لیا اور اُس نے سخت غضبناک ہوکر حکم دیا کہ اس شخص نے ہمارے خلعت کی ناقدری کی ہے۔ اُس کا خلعت اتارلو اور اسے دربار سے نکال دو۔ چنانچہ اُس کا خلعت اُتار لیا گیا اور اُسے ذلّت کے ساتھ دربار سے نکال دیا گیا۔ شبلیؒ جو یہ تمام نظارہ دیکھ رہے تھے یکدم اُن کی چیخ نکلی اور انہوں نے زاروقطار رونا شروع کردیا۔ بادشاہ نے حیران ہوکر پوچھا کہ یہ رونے کا کونسا مقام ہے، ناراض تو مَیں جرنیل پر ہوا ہوں تم خواہ نخواہ کیوں روتے ہو۔ وہ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے۔ حضور میرا استعفیٰ منظور فرمائیں۔ بادشاہ نے پھر کہا۔ یہ استعفیٰ کا کونسا موقعہ ہے۔ انہوں نے کہا۔ بادشاہ سلامت یہ شخص آج سے دو سال پہلے ایک خطرناک مہم پر روانہ کیا گیا تھا۔ یہ رات اور دن دشمن کے مقابلہ میں رہا۔ ہر روز موت اس کے سر پر منڈلاتی تھی اور ہر رات اس کی بیوی بیوگی کا خطرہ محسوس کرتے ہوئے سوتی تھی۔ یہ گھر سے بے گھر اور وطن سے بے وطن رہا۔ جنگلوں میں دھکے کھاتا رہا۔ مصائب اور آلام برداشت کرتا رہا اور آخر فتح یاب ہوکر واپس آیا۔ آپ نے اس کی آمد کی خوشی میں یہ دربار منعقد کیا اور اُسے چند گز کپڑا خلعت کے طور پر عطا فرمایا۔ مگر صرف اس لئے کہ اُس نے اُس خلعت سے اپنی ناک پونچھ لی آپ اِتنے غضبناک ہوئے کہ آپ نے اُسے دربار سے باہر نکال دیا۔ اور اُس کا خلعت چھین لیا۔ مَیں اس نظّارہ کو دیکھ کر سوچتا ہوں کہ چند گز کپڑے کی آپ ہتک برداشت نہیں کرسکے تو میرا خدا جس نے مجھے کروڑوں کروڑ نعمتیں عطا فرمائی ہوئی ہیں اور جس کی نعمتوں کی مَیں روزانہ ہتک کرتا ہوں وہ قیامت کے دن مجھ سے کیا سلوک کرے گا۔ مَیں اَب اس ملازمت سے باز آیا۔ میرا استعفیٰ قبول کیجیئے۔ مَیں اب اپنی بقیّہ عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت میں ہی بسر کرونگا۔ چنانچہ وہ استعفیٰ دے کر چلے گئے۔ اور پھر اپنے گناہوں کی معافی کے لئے مختلف بزرگوں کے پاس گئے مگر وہ اتنے ظالم مشہور تھے کہ کسی نے اُن کی بیعت لینے کی جرأت نہ کی۔ آخر وہ حضرت جنیدؒ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے فرمایا۔ تمہاری توبہ قبول ہوسکتی ہے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے تم اُس شہر میں واپس جاؤ جہاں تم گورنر رہے تھے اور ایک ایک دروازہ پر پہنچ کر لوگوں سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور جب سب لوگوں سے معافی لے چکو تو پھر میرے پاس آؤ۔ چنانچہ وہ اس علاقہ میں گئے اور انہوں نے گھر گھر پھر کر لوگوں سے معافیاں لینی شروع کیں۔ پہلے تو لوگ سمجھے کہ یہ رسمی طور پر معافی مانگ رہے ہیں۔ مگر جب انہوں نے دیکھا کہ شبلیؒ معافی بھی مانگتے ہیں اور اپنے گناہوں پر ندامت کے آنسو بھی بہاتے ہیں تو انہوں نے سمجھ لیا کہ آج اس شخص کے دل پر بھی خدائے رحمٰن کی حکومت قائم ہوگئی ہے۔ چنانچہ پھر تو یہ کیفیت ہوئی کہ جب وہ معافی مانگتے تو لوگ کہتے آپ ہمیں کیوں شرمندہ کرتے ہیں آپ تو ہمارے قابلِ احترام بزرگ ہیں۔ غرض اس طرح انہوں نے گھر پھر کر معافی حاصل کی اور پھر وہ حضرت جنیدؒ کے پاس آئے۔ حضرت جنیدؒ نے جب دیکھا کہ انہوں نے سچے طور پر توبہ کرلی ہے تو انہوں نے اُس کی بیعت قبول کی اور پھر اُن کی تربیت میں انہوں نے اتنی بڑی ترقی کی کہ آج شبلیؒ بھی اولیاء امّت میں سے سمجھے جاتے ہیں۔ پس توبہ کی ایک ضروری شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو کوئی دُکھ پہنچایا ہو اور اُن کی رضا حاصل کرنا ممکن ہو اُن سے معافی طلب کی جائے۔ مگر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ خدا تعالےٰ بڑا ستّار ہے وہ انسان کی بڑی بڑی برائیوں پر پردہ ڈالے رکھتا ہے۔ اِس لئے انسان کو چاہیئے کہ اپنی ستّاری آپ بھی کرے اور وہ گناہ جن کو خدا تعالےٰ نے چُھپا رکھا ہو اُن کو خود ظاہر نہ کرے۔ مثلاً کسی کی چوری کی ہو تو اُسے یہ نہیں چاہیئے کہ خود جاکر اُسے بتلائے کہ مَیں نے تمہاری چوری کی تھی۔ ایسا کرنا بجائے خود گناہ ہوگا۔ ہاں بعض گناہ ایسے ہوتے ہیں جو اَور لوگوں کو بھی معلوم ہوتے ہیں۔ مثلاً اگر وہ کسی کو گالی دیتا ہے یا کسی کو پیٹنے لگ جاتا ہے تو اُس کا اَوروں کو بھی علم ہوتا ہے۔ ایسے گناہوں کا ازالہ کرنا چاہیئے۔ اور جن لوگوں کو دُکھ پہنچایا گیا ہو اُن سے معافی طلب کرنی چاہیئے۔''

## پانچویں شرط۔ جن لوگوں کو نقصان پہنچایا ہو اُن سے احسان کرے

اس پر روشنی ڈالتے ہوئے آپؓ فرماتے ہیں:۔

''پانچویں شرط یہ ہے کہ جن لوگوں کو اُس نے نقصان پہنچایا ہو اُن سے مقدور بھر احسان کرے اور اگر کچھ نہیں کرسکتا تو اُن کے لئے دعا ہی کرے۔ اولیاء کرام نے بھی لکھا ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کا مال ناجائز طور پر لیا ہو اور اُس کے ادا کرنے کی طاقت نہ ہو۔ تو وہ خدا تعالےٰ سے دعا کرے کہ الٰہی مجھے تو اس کا مال دینے کی طاقت نہیں تو اپنے پاس سے ہی اسے دیدے اور اس کمی کو پورا فرمادے۔''

## چھٹی شرط۔ اپنے دل میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے

حضرت مصلح موعودؓ اس شرط کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

''چھٹی شرط یہ ہے کہ وہ اپنے دل میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد کرے اور فیصلہ کرے کہ اَب میں کوئی گناہ نہیں کرونگا۔''

بقیہ صفحہ 10 پر

رپورٹ: مبارک احمد منیر۔ نمائندہ الفضل آن لائن برکینا فاسو

# مسرور فٹ بال ٹورنامنٹ پہلا ایڈیشن

## زیر اہتمام مجلس خدام الاحمدیہ کایا ریجن، برکینا فاسو

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے جماعت احمدیہ برکینا فاسو تبلیغ اسلام کے لیے مختلف ذرائع استعمال کرتی ہے، جیسا کہ قرآن کریم کا حکم ہے کہ اِدْفَعْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ کہ بہترین طریقہ سے اسلام کا دفاع کیا جائے۔ چنانچہ اس مادی دور میں دنیادار لوگوں کو اسلام احمدیت کی طرف لانے اور ان تک اسلام کا پیغام اور تعارف کروانے کے لیے برکینا فاسو کے ریجن کایا میں مجلس خدام الاحمدیہ کایا کی سرکردگی میں ایک فٹ بال کا ٹورنامنٹ کروایا گیا۔ یہ ٹورنامنٹ مورخہ 18 مارچ تا 20 مارچ کو منعقد کروایا گیا۔

ٹورنامنٹ کو کامیاب بنانے کے لیے حافظ عطاء النعیم صاحب ریجنل مشنری کایا کی سرکردگی میں کمیٹی بنائی گئی جنہوں نے ریجنل قائد جیاندے بشیر صاحب کے ساتھ مل کر تمام انتظامات کو حتمی شکل دی۔ مورخہ 7 مارچ کو پورے شہر کایا میں بذریعہ سوشل میڈیا، انفرادی رابطہ اور لاؤڈ سپیکر اعلان کروایا گیا اور مختلف کلبز کو اپنی اپنی ٹیمیں جمع کروانے کے لیے 12 مارچ تک کی تاریخ دی گئی۔ چنانچہ 12 کلبز نے اپنی ٹیمیں بھجیں۔ مورخہ 15 مارچ کو ان بارہ ٹیموں کو قرعہ اندازی کے ذریعے 4 احزاب میں تقسیم کیا گیا ہر حزب میں تین ٹیمیں شامل کی گئیں۔

### افتتاحی تقریب

ٹورنامنٹ کا باقاعدہ آغاز مورخہ 18 مارچ بروز جمعۃ المبارک شام چار بجے پرچم کشائی کے ذریعے کیا گیا۔ مکرم ساواڈوگو سلیمان صاحب ریجنل صدر جماعت احمدیہ کایا نے لوائے احمدیت لہرایا اور برکینا فاسو کا پرچم ڈائریکٹر آف سپورٹس صوبہ North Center نے لہرایا۔ اس کے بعد افتتاحی تقریب کا باقاعدہ آغاز تلاوت قرآن کریم سے سورگو عمر صاحب نے کیا۔ بعد ازاں مختصر افتتاحی رپورٹ پیش کی گئی۔ افتتاحی تقریب میں شہر کے میئر کے نمائندہ اور مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے پندرہ افراد شامل ہوئے اور شائقین کی بہت بڑی تعداد بھی اس تقریب میں شامل ہوئی۔ بعد ازاں ڈائریکٹر سپورٹس نے فٹ بال کو کک

لگا کر ٹورنامنٹ کا آغاز کیا۔ اس ٹورنامنٹ کی ایک خاص بات یہ بھی تھی کہ ٹورنامنٹ کے تمام میچز، افتتاحی و اختتامی تقاریب YOUTUBE پر براہ راست دکھائی گئیں۔

پہلے راؤنڈ میں تمام ٹیموں نے اپنے اپنے حزب کی تمام ٹیموں کے ساتھ میچ کھیلا۔ ہر حزب سے پہلی دو ٹیموں نے دوسرے راؤنڈ کے لئے کوالیفائی کیا اور اس طرح دوسرے راؤنڈ کے لیے 8 ٹیموں نے کوالیفائی کیا۔ دوسرا راؤنڈ کوارٹر فائنل پر مشتمل تھا کوارٹر فائنل جیتنے کے بعد چار ٹیموں نے سیمی فائنل میں جگہ بنائی۔ پہلا سیمی فائنل Jama'at Islamique Ahmadiyya kaya team B اور Jesnesse d'orée کے مابین ہوا جسے بہت ہی سنسنی خیز مقابلے کے بعد Jesnesse d'orée کی ٹیم نے جیت لیا۔ دوسرا سیمی فائنل Assoumi soumyalgre service اور Foïtei F.C کے مابین ہوا جسے Foïtei F.C نے جیت کر فائنل میں جگہ بنائی۔

### فائنل

فائنل میچ Jesnesse d'orée اور Foïtei F.C کے مابین ہوا۔ فائنل دیکھنے کے لیے پورے شہر سے بہت بڑی تعداد میں بچے بوڑھے جوان تشریف لائے۔ ایک بہت سنسنی خیز مقابلے کے بعد Foïtei F.C نے مسرور فٹ بال ٹورنامنٹ سال 2022 کا ٹائٹل اپنے نام کیا۔

### اختتامی تقریب

اختتامی تقریب مورخہ 20 مارچ 2022 کو بیت الھدیٰ کایا شہر میں منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی مکرم و محترم سانفو شمس الدین صاحب مہتمم صحت و جسمانی مجلس خدام الاحمدیہ برکینا فاسو تھے۔ اس کے علاوہ حکومتی عہدیداران کی دس کے قریب مختلف شخصیات نے شرکت کی اور اعزاز پانے والے کھلاڑیوں اور ٹیم کو انعامات سے نوازا۔

ٹورنامنٹ کو دیکھنے کے لیے صبح شام سینکڑوں کی تعداد میں شہر بھر سے افراد شامل ہوتے رہے۔ چنانچہ ایک محتاط اندازہ کے مطابق 7000 کے قریب پورے شہر سے افراد فٹ بال میچز دیکھنے کے لیے شامل ہوتے رہے۔ 1721 افراد نے YOUTUBE پر لائیو میچز دیکھے۔

ان میچز سے جماعت کا تعارف بھی کافی بڑھا اور اسلام احمدیہ کا پرامن پیغام غیرمسلموں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ اس ریجن میں کچھ عرصہ سے جہادی گروپوں کے کافی حملے ہو رہے ہیں جن کی وجہ سے اسلام کا نام بدنام ہو رہا ہے چنانچہ اس ٹورنامنٹ کی وجہ سے اسلام کی معتدل تعلیم غیر مسلموں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جلد از جلد ریجن کی سعید روحیں اسلام احمدیت کی آغوش میں آتی چلی جائیں۔

رپورٹ: حامد کریم محمود ۔ نمائندہ الفضل آن لائن ہالینڈ

# بیت النور ۔ ہالینڈ میں تقریبِ افطار

ہالینڈ میں دوران رمضان المبارک غیرمسلم ڈچ مہمانوں کے لیے افطار کا پروگرام اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت کامیاب جارہا ہے۔ ہر ہفتہ کو یہ پروگرام منعقد کیا جاتا ہے۔ 9 اپریل کو بیت النور میں 8 مہمان تشریف لائے۔ 16 اپریل کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے 15 مہمان تشریف لائے۔

پروگرام کا باقاعدہ آغاز حسب روایت تلاوت قرآن مجید سے کیا گیا۔ تلاوت و ترجمہ کے بعد رمضان کے حوالے سے مختصر تعارفی پروگرام پیش کیا

گیا اور سوال و جواب بھی ہوئے۔ بعد ازاں سب مہمانوں کے لئے افطاری کا اہتمام کیا گیا تھا۔

مہمانوں کی موجودگی میں ہی باجماعت نماز مغرب بھی ادا کی گئی۔ جس کو ڈچ مہمانوں نے بغور دیکھا۔

بعدۂ عشائیہ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ آخر میں امیر صاحب ہالینڈ نے تمام مہمانوں کو ڈچ زبان میں کتب کا تحفہ پیش کیا۔

# نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن یہ اطلاع دیتے ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے مؤرخہ 5 مئی 2022ء بروز جمعرات دوپہر 12 بجے اپنے دفتر سے باہر تشریف لا کر ایک نماز جنازہ حاضر اور چند نماز جنازہ غائب پڑھائے۔

## نماز جنازہ حاضر

**مکرم ماسٹر چوہدری فضل کریم صاحب (روہیمٹن۔ یوکے)**

30/ اپریل 2022ء کو 89 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔ آپ مکرم میاں اللہ دتہ کھرل صاحب آف کورٹ رحمت ضلع شیخوپورہ کے بیٹے تھے۔مرحوم کو 1948ء میں فرقان فورس میں شامل ہو کر خدمت کرنے کی توفیق ملی۔ پیشہ کے لحاظ سے ٹیچر تھے۔ملازمت کے دوران آپ کو احمدی ہونے کی وجہ سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ ہمیشہ ثابت قدم رہے۔سکول میں ہیڈ ماسٹر نے آپ کے سپرد تنخواہیں دینے کی ڈیوٹی لگائی ہوئی تھی۔ 1974ء میں جب احمدیوں کو غیرمسلم قرار دیا گیا تو بعض ٹیچرز نے ان سے تنخواہ لینے سے انکار کر دیا اور مطالبہ کیا کہ ان کو ٹرانسفر کیا جائے۔لیکن ہیڈ ماسٹر نے مرحوم کی دیانتداری کے پیش نظر تمام ٹیچرز کو کہا کہ میں ان کو مسلمان سمجھتا ہوں۔تنخواہ انہیں کے ہاتھ سے ملے گی۔ اگر کسی کو تکلیف ہے تو اپنا تبادلہ کروالے۔آپ نے ضلع شیخوپورہ میں اور 1993ء میں ربوہ شفٹ ہونے کے بعد فیکٹری ایریا میں مختلف جماعتی اور تنظیمی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔مرحوم بہت دیندار، صوم وصلوٰۃ کے پابند،لوگوں کے ساتھ انتہائی پیار و محبت سے پیش آنے والے، خوش گفتار اور خلافت کیساتھ اخلاص و وفا کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔مرحوم اللہ تعالیٰ کے فضل سے موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ پانچ بیٹے اور تین بیٹیاں اور کثیر تعداد میں پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔آپ کے پانچوں بیٹے کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

## نماز جنازہ غائب

**1- مکرم بشارت احمد صاحب ابن مکرم بشیر احمد صاحب**

یکم اپریل 2021ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم جماعت بہاولپور کے بہت فعال ممبر اور پورے ضلع میں اپنے اخلاق کی وجہ سے بہت ہر دلعزیز تھے۔ بہاولپور میں ضلعی سطح پر جنرل سیکرٹری کے علاوہ مختلف جماعتی عہدوں پر خدمت کی توفیق پائی۔ زعیم اعلیٰ انصار اللہ بہاولپور شہر بھی رہے۔صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، دعا گو اور بہت خوش مزاج انسان تھے۔قرآن کریم کی تلاوت بڑی باقاعدگی اور اونچی آواز سے کرتے تھے۔ خلافت کے ساتھ انتہائی عقیدت اور اخلاص کا تعلق تھا۔مرحوم موصی تھے۔پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ چار بیٹیاں شامل ہیں۔

**2- مکرم محمد حنیف صاحب (جرمنی)**

10/ اپریل 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم بہت شفیق، غریبوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے والے اور رشتہ داروں سے حسن سلوک سے پیش آنے والے ایک نیک اور مخلص انسان تھے۔ واقفین زندگی اور عہدیداروں کا بہت احترام کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے۔

**3- مکرم خالد حسین زبیر صاحب (کینیڈا)**

مارچ 2022ء میں 80 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم محترم ڈاکٹر محمد زبیر لکھنوی صاحب (کراچی) کے بیٹے اور محترم ڈاکٹر محمد عمر صاحب لکھنوی کے بھتیجے تھے۔ بہت مخلص خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔خود بھی بہت مخلص اور خلافت کے ساتھ گہرا عقیدت کا تعلق رکھنے والے ایک نیک انسان تھے۔جماعتی اور تنظیمی پروگراموں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے تھے۔

**4- مکرمہ چوہدری امۃ الحفیظ سرویا صاحبہ اہلیہ مکرم چوہدری بشیر احمد سرویا صاحب (کیلگری۔کینیڈا)**

5/ اپریل 2022ء کو 86 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، بہت نیک اور باوفا خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ انتہائی عقیدت اور اخلاص کا تعلق تھا۔ اپنے چندے ہمیشہ بروقت ادا کرتی تھیں۔ ربوہ میں اپنے محلہ کی نائب صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔

**5- مکرم مشتاق احمد صاحب ابن مکرم محمد فاضل صاحب**

17/ ستمبر 2021ء کو 54 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم صوم وصلوٰۃ کے پابند، اچھے اخلاق کے مالک، ایک شریف النفس اور مخلص انسان تھے۔ 2013ء سے 2021ء تک دفتر جائیداد میں سٹور کیپر کے طور پر خدمت بجالاتے رہے۔

**6- مکرم مبشر احمد ورک صاحب ابن مکرم مبارک احمد ورک صاحب (ضلع شیخوپورہ حال کینیڈا)**

6/ مارچ 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ۔مرحوم نے ساری زندگی درویشی کے ساتھ گزاری اور بہت سادہ مزاج انسان تھے۔ پسماندگان میں چار بیٹیاں اور چار بیٹے شامل ہیں۔

**7- عزیزہ رہنما ترنم اُجالا بنت مکرم جسیم الدین صاحب (نارائن گنج۔ بنگلہ دیش)**

18/ اپریل 2022ء کو 20 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رٰجِعُوۡنَ مرحومہ تحریک وقف نو میں شامل ایک مخلص اور فدائی بچی تھی۔تقریباً اڑھائی سال سے کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں۔ علالت کا یہ طویل عرصہ بڑے صبر اور حوصلہ سے گزارا۔ نمازوں اور چندوں میں باقاعدہ تھیں اور جماعتی اجلاسات میں بھی بڑی باقاعدگی سے شرکت کرتی تھی۔ وقف نو کی ہفتہ وار کلاسوں میں بڑے شوق سے حصہ لیتی تھی۔ آپ کی تلاوت اور نظم میں بہت خوش الحانی تھی۔مرحومہ موصیہ تھی۔ پسماندگان میں والدین کے علاوہ دو بہنیں شامل ہیں۔

**اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین**

**ادارہ الفضل آن لائن کی طرف سے مرحومین کے تمام لواحقین تعزیت قبول کریں۔**

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION | Download on the App Store | ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں

+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

شیخ کلیم الرحمٰن۔جزل سیکرٹری جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ

# سیکنڈری اسکول کے طلبہ کا مسجد محمود زیورخ کا دورہ

مورخہ 13/ اپریل 2022ء کوزیورخ سے قریباً 128 کلو میٹر دُور سوئٹزرلینڈ کے شمال جنوب میں پہاڑوں کی خوبصورت وادی میں گرے رقبہ کے لحاظ سے ملک کے سب سے بڑے شہر Chur سے سیکنڈری سکول Neu Tagesschule Chur کے آخری سال کے 18 طلباء پر مشتمل کلاس محمود مسجد زیورخ کے وِزٹ پر آئی۔

مکرم فہیم احمد خان صاحب مربیٔ سلسلہ نے صبح دس بجے کلاس کی آمد پر نہایت خندہ پیشانی سے اس کا استقبال کیا۔

سب سے پہلے کلاس کو لائبریری دکھائی گئی اور وہاں موجود قرآن کریم کے مختلف تراجم و دیگر کتب کا تعارف کروایا گیا۔

اس کے بعد طلبا کو گیلری کی دیواروں پر آویزاں جماعت کی تاریخی تصاویر کی مدد سے جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ کی مختصر تاریخ اور محمود مسجد کے تعمیراتی مراحل سے آگاہ کیا۔

پھر کلاس کو مسجد کے ہال میں اسلام کے متعلق پریزنٹیشن اور کچھ تعارفی کلپس دکھائے گئے۔

بعد ازاں طلبا کو سوالات کرنے کا موقعہ دیا گیا۔جس میں انہوں نے مسجد، اسلام کی تعلیمات اور اسلام میں عورت کے مقام کے متعلق سوالات کئے، جن کے پُر حکمت جوابات مکرم فہیم احمد خان صاحب مربیٔ سلسلہ نے دیئے۔

سوالات کی نشست کے اختتام پر 11:30 بجے طلباء کو snacks کے ساتھ الوداع کیا گیا۔

## اعلانِ ولادت

**مکرمہ فوزیہ منصور۔امریکہ سے اطلاع دیتی ہیں۔**

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے ہماری بیٹی عزیزہ حانیہ سلام اہلیہ مکرم ڈاکٹر کامل سلام (اوہائیو) کو 6 اپریل 2022 ء کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔

بچی کا نام از راہ شفقت حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مفلحہ سلام تجویز فرمایا ہے۔ یہ بچی مکرم ڈاکٹر سلام ملک اور مکرمہ ندرت ملک (کولمبس) کی پوتی اور مکرم ڈاکٹر منصور احمد قریشی کی نواسی ہے۔قارئین سے دعا کی درخواست ہے کے یہ بچی سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک، خادمہ دین اور با عمر ہو، آمین۔

## ایک سبق آموز بات

### بُری صحبت سے بچیں

ہر بُری صحبت، ہر بُرا دوست جو تمہارے گھر کو برباد کرنے کی کوشش کرے، جو خاوند کے خلاف یا ساس کے خلاف یا نند کے خلاف یا خاوند کو بیوی کے خلاف بھڑکانے کی کوشش کرے، یا کوئی ایسی چھوٹی سی بات کر دے جس سے دل میں بے چینی پیدا ہو جائے تو وہ شیطان ہے۔ پس ایسے شیطانوں کا خیال رکھنا ہر مومنہ اور مومن کا فرض ہے اور پھر جب یہ اعتماد قائم ہو جاتا ہے تبھی اس بندھن کی جو بنیاد ہے وہ مضبوط ہو جاتی ہے۔ اگر یہ اعتماد ختم ہو جائے تو وہی محل جو پیار اور محبت کے عہد کے ساتھ تعمیر کیا گیا ہوتا ہے زمین بوس ہو جاتا ہے بلکہ کھنڈر بن جاتا ہے۔

(جلسہ سالانہ برطانیہ 23 جولائی 2011ء)

بشریٰ نذیر آفتاب۔ سسکاٹون، کینیڈا

## طلوع وغروب آفتاب

| 21 مئی 2022ء | طلوع فجر | غروب آفتاب |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:15 | 18:54 |
| مدینہ منورہ | 04:08 | 19:01 |
| قادیان | 03:53 | 19:22 |
| ربوہ | 03:33 | 19:02 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 03:35 | 20:55 |

## فقہی کارنر

### اچھے نام رکھنا

کسی لڑکی کا نام جنت تھا۔ کسی شخص نے کہا کہ یہ نام اچھا نہیں کیونکہ بعض اوقات انسان آواز مارتا ہے کہ جنت گھر میں ہے اور اگر وہ نہ ہو تو گویا اس سے ظاہر ہے کہ دوزخ ہی ہے۔ یا کسی کا نام برکت ہو اور یہ کہا جائے کہ گھر میں برکت نہیں تو گویا نحوست ہوئی۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:۔ یہ بات نہیں ہے نام رکھنے سے کوئی حرج نہیں ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ برکت اندر نہیں ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ انسان اندر نہیں ہے نہ یہ کہ برکت نہیں یا اگر کہے کہ جنت نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ جنت نہیں اور دوزخ ہے بلکہ یہ کہ وہ انسان اندر نہیں جس کا نام جنت ہے۔

کسی اور نے بھی کہا کہ حدیث میں بھی حرمت آئی ہے۔فرمایا:۔

میں ایسی حدیثوں کو ٹھیک نہیں جانتا اور ایسی حدیثوں سے اسلام پر اعتراض ہوتا ہے کیونکہ خدا کے بتائے ہوئے نام عبداللہ، عبدالرحیم اور عبدالرحمٰن جو ہیں ان پر بھی بات لگ سکتی ہے کیونکہ جب ایک انسان کہتا ہے کہ عبدالرحمٰن اندر نہیں تو اس کا یہ مطلب تو نہیں ہوسکتا کہ عبدالشیطان اندر ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ شخص جس کا نام نیک فال کے طور پر رکھا جاتا ہے تا وہ شخص بھی اس نام کے مطابق ہو۔

(الحکم 31 مارچ 1907ء صفحہ 10۔11)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)